بیمن خالق بیکس و مکان و فضل خلاق زمین و زمان اعنی

گلدستہ ناز بہار باغستان معارف مصنفہ جلا بخش آئینہ قلوب اہل باطن مسمی بہ

دیوان ضامن

سنہ ۱۳۱۴ھ

جلوہ طبع روشن رمز شناس رموز شریعت مصطفوی حضرت ضامن علیصاحب صابری چشتی رح

در مطبع افتخار دہلی باہتمام منشی محمد ابراہیم طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احب شوقاً لبسیر وادِ رایت قیسا یسیر فیہا +	وقدرت قلبی بنار عشق فمنار جو وصال نعما
حبیب دا ریم سیر صحرا دوید مجنوں بشوق لیلیٰ	زنار عشقش چہ دل بسوزم بوصل جاناں مرا تمنا
میں دشت گرداں ہوں شوق دلسی پہرے ہتا مجنوں جہا اکیلا	لگاکے آتش جلاکے دلکو صنم کے ملنے کی ہی تمنا

مجنوں بن کے پھر رہا بن بن کے بیچ خراب
آگ لگی ہی عشق کی جل بل ہوا کباب +

وسار حالی علی فراق فان وجدناک نعم حالی	فحین ادعوا باضطراب برب رنی ندای موسی
ہلاک گشتم چو در فراقت اگر بہ بینم حیات یا بم	باضطرابی دل چو خوانم بلفظ ارنی صدای موسے
فراق جاناں میں مر چکا ہوں جو وصل ہووی تو جی اٹھوں میں	میں رب ارنی پکارتا ہوں یہ بیقراری نے مجکو مارا

حال برا ہے یار بن سجن ملے ہو چین +
رب ارنی کہہ رہا کوکت ہوں دن رین

اذا یقیناً حبیب قلبی وقعت وجہاً بلمس قدمٍ	اقول عجزاً برفق قول بای شئے تحب تہوی
اگر بہ بینم من آں حبیبی بپای بوسی بنفتم از سر	کہ چنار غافل زحال مسکیں تعشق آنکس بگو خدارا
جو مجھ سی ملجائے وہ ستمگر تو اس سے پوچھوں میں پانو پڑ کر	لگا ہی کس سے تجھے تعشق جو ایسا دلسے مجھے بہلایا

یار ملے پیاں پڑوں اور جور کے پوچھوں ہاتھ
مت لگی کس سے تری یو جہت ناہیں بات

قدیت نفسی علیک حباً اطوف حولک کمثل کعبہ	فان عشقی علیک النسب ان حبی الیک اولی
چرا نسازم فدای جانرا اگر دیاری کہ اوست قبلہ	زجان و دل مبتلای آنم محبت من بسوی اولی
فدا ہوں اسپر کیونکہ ہردم وہی ہے کعبہ وہی ہی قبلہ	طواف کرتا ہوں گرد اسکے مجھے تعشق ہی اس صنم کا

عشق نگاس بارہا اور ہمیں کچھ کار
کعبہ دلکا باری میں بیل جاؤں وار

حبیب دا ریم سیر صحرا دوید مجنوں لشوق لیلے
ہلاک گشتم چو در فراقت اگر ببینم حیات یا ہم
اگر ببینم من آں حبیبی بپای بوسی بیفتم از سر
چرا نسازم فدای جانرا اگر بدیارے کہ اوست قبلہ

وقدرت قلبی بنار عشق فمنہ ارجو وصال نعما
فحین ادعوا باضطراب برب ربی ندای ہوہی
اقول عجزا برفق قول بای شئ تحب تہوے
فان عشقی علیک انسب ان جبی الیک اولے

اگر تو خواہی بوصل ضامن قسم خدارا کہ ممکن از تو
فان تفرح بقتل نفسی فان ملجا فکیف ماوی

احب شوقا لسیر وادِ رایت قیسا لسیر فیہا
وسار حالی علی فراق فان وجدناک نعم حالی
اذا یقینا حبیب قلبی قحت وجہا لمس قدم
قدیت نفسی علیک حبا اطوف حولک کمثل کعبہ

جلا کے دلکو لگائی آتش صنم کے ملنے کی ہے تمنا
میں یا ربی ربی پکارتا ہوں یہ بیقراری نے مجکو مارا
لگا ہے کس سے تجھے تعشق جو ایسا دلسی مجھے بھلایا
طواف کرتا ہوں گرد اسکے مجھے تعشق ہے اس صنم کا

فان تمنیٰ بوصل ضامن فانت واللہ اہل فرلک
جو قتل کرتا ہے خوب جانا تو کہے میرا کہاں ٹھکانا

میں دشت گرداں ہوں شوق دلسی بہر کے تھا مجنوں جیسے
فراق جانا میں مر چکا ہوں جو وصل ہووے تو جی اٹھوں پھر
جو مجھ سے ملجائے وہ ستمگر تو اس سے پوچھوں میں پاؤں پڑ کر
فدا ہوں اسپہ کیونکہ ہر دم وہی ہی کعبہ وہی ہی قبلہ

وقدرت قلبی بنار عشق فمنہ ارجو وصال نعما
فحین ادعوا باضطراب برب ربی ندای ہوہی
اقول عشق برفق قول بای شئ تحب تہوی
فان عشقی علیک انسب وان وجہی الیک اولے

جو وصل ضامن ہے دلمیں ٹھانا تو میں بھی حاضر ہوں سر کہ جانا
وان تفرح بقتل نفسی فان ملجا فکیف ماوے

احب شوقا لسیر وادو دوید مجنوں لشوق لیلی
وسار حالی علی فراق اگر ببینم حیات یا ہم +
اذا یقینا حبیب قلبی بپای بوسی بیفتم از سر
قدیت نفسی علیک حبا بگر دیارے کہ اوست قبلہ

وقدرت قلبی بنار عشق بوصل جاناں مرا تمنا
فحین ادعوا باضطراب بلفظ ارنی ندای موسے
اقول عجزا برفق قول لعشق آنکس بگو خدارا
فان عشقی علیک انسب محبت من لسوی نیش اولی

فان تمنی بوصل ضامن قسم خدارا کہ ممکن از تو
وان تفرح بقتل نفسی کجاست ملجا و جیست ماوا

حبیب دا ریم سیر صحرا رایت قیسا لسیر فیہا
زنار عشق چہ دل بسوزم فمنہ ارجو وصال نعما

فراق جاناں نمیں سچکا ہو فان و جدائی نعم حالی
جو مجھ سی ملی گئے وہ ستمگر وقعت وجہا بلمس قدم
فدا ہوں اسیر بچیونکہ ہردم طواف جو لک کشتل کعبہ

میں رب ارنی پکارتا ہوں برب ارنی ندا ہے ہوئے
لگا ہی کس سے بجھے بارے تشے تحب تھوی
طواف کرتا ہوں گرد اوسکی وان جبی ایک وائے

جو وصل ضامن ہی دلمیں ٹھانا فانت السد اہل ذالک
جو قتل کرتا ہے خوب جانا فاین بلجا فکیف ماوی۔

جبیب دا ریم سیر صحرا وو ید مجنوں لشوق لیلی۔
ہلاک گشتم چو در فرافت اگر ببینم حیات باہم
اگر ببینم من آں جلیبی ببائے بوسہ بہفتم از سر
چرا نسازم فدائے جانرا اگر دیا رکہ اوست قبلہ

جلا کے دل کو لگا کے آتش صنم کی ملنے کی ہے تمنا
میں رب ارنی پکارتا ہوں یہ بیقراری نے مجکو مارا
لگا ہی کس سے بچنے عشق جو ایسا دل مجھے بہلایا
طواف کرتا ہوں گرد اوسکی مجھی تعشق ہی اس صنم کا

اگر تو خواہی بوصل ضامن قسم خدارا کہ ممکن از تو
جو قتل کرتا ہے خوب جانا تو کہیئے میرا کہاں ٹھکانا۔

جبیب دا ریم سیر صحرا اکہر تھا مجنوں جہاں اکیلا
ہلاک گشتم چو در فراقت جو وصل ہو وے تو جی اٹھونگر
گر ببینم من آں جبیبی تو اس سے پوچھو نہیں یا نو ڑ کر
چرا نسازم فدائے جانرا وہی ہے قبلہ وہی ہے کعبہ

زنار عشقش چہ دل بسوزم صنم کی ملنے کی ہی تمنا
با ضطرابی دل بخوانم یہ بیقراری نے مجکو مارا
کہ چند غافل ز حال مسکین جو ایسا دل مجھے بہلایا
ز جاں دل بتبلا کہ انم مجھے تعشق ہی اس صنم کا

اگر تو خواہی بوصل ضامن تو میں بھی حاضر ہوں میر یجانا
جو قتل سازی من گدارا تو کہیئے میرا کہاں ٹھکانا۔

چشم خدا بیں سے دیکھ تجکو ہے گر دیکھنا
لذت خنجر کو تو جانے ہے کیا اے رقیب
گر یہی حالت رہی اس دیدۂ خونبار کی
وصل کی شب ہو چکی کہہ نہ سکا راز دل
بازوے تقوی و زہد لیکے اڑے یار ایک
اچھا نہوا اے مسیح تم سے یہ بیمار ہجر
خانۂ چشم میں یار جہاں کے ہے بیٹھا ہوا
کعبہ دیر و حرم کون و مکاں جاں دل

جلوۂ حق جا بجا پیش نظر دیکھنا۔
تیغ ستم کے تلے میرا ہی سر دیکھنا۔
یار وہ بہائیں گے لخت جگر دیکھنا
باغ دنیا ابھی مرغ سحر دیکھنا
شمع سے پروانہ کے پر جل گئے ہیں دیکھنا
چرخ چہارم سے یاں تم بھی اتر دیکھنا
پردۂ قدر دیکھنا خانۂ در دیکھنا
اوسکے بغیر از کوئی خالی نہ گھر دیکھنا

رشک سے داغ پڑے ہیں دل مہتاب میں سیاہ
سر بکف اسلئے مقتل کیطرف جاتا ہوں
بت کو سجدہ کیا ہمنے تو کیا ظلم کیا۔

چاند نے آپکو جب تیرے مقابل دیکھا
ہاتھ میں تیغ برہنہ لئے قاتل دیکھا
نور حق نور خدا اوسمیں بھی شامل دیکھا

ضامن اوس یار کو ڈھونڈھے ہی کہاں آپنے میں دیکھ
راز فی انفسکم سے بھی تجھے غافل دیکھا

دل بھی گیا جگر بھی گیا عشق آرہا
چٹنی کی طرح چاٹ لیا عشق نے مجھے
دل قید زلف یار سے جبتک رہا رہا
آیا نہ پاس میرے میں اوس کو بلا رہا
مدت تلک وہ یار تو ہم سے خفا رہا۔
مژدہ سنا دے کوئی سر خار دشت کو

باقی جو کچھ رہا تھا غم ہجر کھا رہا
کھانیکو استخواں کے غم ہجر ہمارا رہا
سودائے ناگہاں سے میرا سر بچا رہا
ایک غم ہماری جان پہ نازل بلا رہا
خفگی میں اوسکی میں بھی قضا سے ملا رہا
جوش جنوں ہے ابھی وحشی بنا رہا

ضامن بقا نہیں ہے یہ دہوکا ہے زندگی
دنیا میں آکے کوئی بھی اہل فنا رہا ؛

وہ لامکاں کو چھوڑ کر مکاں میں آرہا
آنکھوں میں نور تیرا سمایا ہے اسقدر
اپنی خودی مٹا کے تو بالکل ہو بے نشاں
وہ تیرے پاس ہے اوسے ڈھونڈے ہے تو کہاں
معنی ثم وجہ کو فہمید چاہیئے
وہ جان میری جان میں ایسا ہوا محیط

اوسکی گلی میں عاشق شیدا ابھی آرہا
ارض و سما میں تیرا ہی جلوہ سما رہا
خود آپ گم گیا تو خدا ہی خدا رہا
اپنی خودی میں آپ تو اوسکو چھپا رہا
ہر طرف جلوہ گر ہے وہ جلوہ دکھا رہا
دل میں ہمارے کوئی نہ اوسکے سوا رہا

ضامن تو راز فی انفسکم عین جان سے دیکھ
تا نفس کو وہ آپ ہی سمجھے ہیں ہلا رہا۔

اے پری تو نے مجھے کیا کر دیا
مست بیکل ناتواں بیجان و دل
قیس نے آخر انا لیلے کہا
دیکھ حالت میری اے دوستو

بے خبر مجنوں و شیدا کر دیا ؛
عشق نے ہمکو یہ کیا کیا کر دیا ؛
عشق نے اونسے اعلیٰ کر دیا
الفت جاناں نے ایسا کر دیا

فاک کا میرے اوسکو کوچہ میں چھوڑا اب
وادی وحشت میں بھی مجنوں کی طرح
شوق [illegible] نے پیدا کر دیا
اوسکے [illegible] الفت [illegible] سودا کر دیا
[illegible] یوسف سے [illegible] کر دیا
[illegible] جنوں نے [illegible] کر دیا ؛
[illegible] قاتل [illegible] کر دیا

کوچہ جاناں کو اپنے خون سے
لالہ ساں گلزار سا را کر دیا
مجھکو تیرا ملا ہے مشغلہ فاک
گریہ زاری نے خلیفہ کر دیا
گریہ طوفان رحمت نے سمجھے
ایک قطرہ تھا جو دریا کر دیا
ہم سمجھے وحدت کی فلک پر ماہتاب
ہستی وہمی نے تارہ کر دیا
میری بہاست نے تجھے او خود پسند
موم دل تھا سنگ خارا کر دیا

تیری بے صبری نے ضامن برملا
راز پنہاں آشکارا کردیا

یقیں ہے کہ جدہر کو وہ دلربا پھر جائے
مثال قبلہ نما قبلہ خدا پھر جائے

سو ناگہانی جس گل رعنا کی ہمکو لاکے لو
اُسی چمن کی طرف کو تو ہی صبا پھر جائے

جو تیری آنے کی سن لو خبر مسیحا دم +
تو جی اُٹھوں مری آئی ہوئی قضا پھر جائے

تو اپنے کشتۂ ہجر کے مزار پر یار
کبھی تو فاتحہ پڑھنے کو دلربا پھر جائے

نہ مبتلا ہو بلا میں کبھی کوئی عاشق +
یہ عشق وہ ہے بلا جس سے سب بلا پھر جائے

تمام خلق پھرے اور خفا ہو عالم سب
کسی سے کوئی کیگا نہ آشنا پھر جائے

ہر ایک گل کا معطر دماغ ہو ضامن
جو اس چمن میں وہ گل آکے جانفزا پھر جائے

عشق آیا تو ہم نے کیا دیکھا +
راز پنہاں کو برملا دیکھا

جلوۂ یار برملا دیکھا
شکل انسان میں خدا دیکھا

آتش شوق نے دیا ہے پھونک
جان و دل اور جگر جلا دیکھا

اپنی صورت کا آپ ہی عاشق
آپ پر آپ مبتلا دیکھا

ہو کے ظاہر ظہور میں وہ چھپا
ہم نے اُسکا یہ حوصلا دیکھا

جو گیا کوچے یار میں نہ بچا
کوچۂ یار کربلا دیکھا

جب خودی گم گئی تو جان گئی
بخدا آپ کو خدا دیکھا

موجد ریا کی طرح اُسکو کہیں
بحر وحدت کا آشنا دیکھا

اُسکو دیکھا نہ تونے جب ضامن
اور دیکھا تو تونے کیا دیکھا +

اُس بیوفا سے دلکو لگایا تو کیا ہوا
بیغرض ہمنے ناز اُٹھایا تو کیا ہوا

بن وصل یار کے جو فنا ہو گئے تو کیا ہوا
نام و نشان اپنا مٹایا تو کیا ہوا

غنچہ ہمارے دلکا کھلایا نہ اے صبا
گلشن میں تونے گل کو کھلایا تو کیا ہوا

کیا کیا غم فراق میں روتا ہوں رات دن
ظاہر میں تونے ہمکو ہنسایا تو کیا ہوا

ہم دلکے آئینہ میں تمہیں دیکھتے ہیں یار
گو تمنے ہم سے موںھ کو چھپایا تو کیا ہوا

جبدم کو دم عدم کو نکلکر چلا گیا +
وہ آخری گھر میں یار جو آیا تو کیا ہوا

دلہن وہی ہے جسکو دولہا کا پیار ہو
گر ہو پری بناؤ بنایا تو کیا ہوا

جب گھر میں ہو نہ صاحب خانہ فروغ بخش +
کعبہ کنشت و دیر بنایا تو کیا ہوا

ضامن کے دل میں یاد تمہاری ہے رات دن
گو تم نے یار ہمکو بھلایا تو کیا ہوا

چمن میں صبا گل کھلایا تو کیا ہوا
کہ بلبل کو وحشی بنایا تو دیکھا

ہمیں وہ وحشت و بیابان بن بن
ہمیں ہمکو دکھایا تو دیکھا

ہوئے دلکے ٹکڑے بجانا کسی نے
کہ ہمنے جب خون بہایا تو دیکھا

ہمیں کیا خبر حال ملک عدم کی
کوئی یاں بقا میں جو آیا تو دیکھا

مہ نو دکھائی ہے تلوار تیری
کہ وسمہ جب اُٹھایا تو دیکھا +

ہمیں بے سفر پیش ہے ہائے غفلت
کہ جب کوس رحلت بجایا تو دیکھا

بہت ہمنے ڈہونڈا بغل میں نہ پایا
صنم تمنے دلکو چرایا تو دیکھا

یہ رنگ حنا کب ہے ہاتھوں میں تیرے
مرا خون تمنے لگایا تو دیکھا

ہوا شور محشر جہانمیں عدم سے
ہمیں تونے وحشت جگایا تو دیکھا

صبا اُسکے کوچہ سے لے خاک میری
بگولا بناکر اوڑایا تو دیکھا

خدایا جو تہا لاکھہ پردونمیں پنہاں
وہ خود میرے گہر آپ آیا تو دیکھا

مقام اپنا تہا عرش اعلےٰ سے والا
خودی نے زمیں پر گرایا تو دیکھا

نہ ہم یاں سے جاتے نہ تم رنج کہاتے
جو ضامن کو گہر پر بلایا تو دیکھا

جان دی دل بہی دیا دیدیا ایماں اپنا
پر عزیزو نہوا ہاے وہ جاناں اپنا

خاک ہے موںھہ سے ملی چاک ہے داماں اپنا
ہمنے کیا کیا نہ کیا عشق میں ساماں اپنا

چشمۂ خوں ہی وہاں دیدۂ گریاں اپنا
ملگیا خاک میں جلکر دل سوزاں اپنا

مصحف روی محمدؐ کی تلاوت کیجے
یہ صحیفہ ہے مرا ہے یہی قرآں اپنا

ہمکو تنہائی میں تنہا گیا وہ چہوڑ کے آج
گیا پہلو سے نکلکر دل نالاں اپنا

چارہ سازی نہ چلی ہای طبیبوں کی وہاں
دم بدم زیادہ ہوا وحشت و خفقاں اپنا

غم لیا گریہ لیا درد لیا +
لے لیا ہمنے صنم جو کہ ہے شایاں اپنا

سینہ و دل ہیں پُر از داغ برنگ لالہ
سیر کرنے کو ہے کافی یہ گلستاں اپنا

یہ شب تار ہی اور ہمکو ہے تاروںکا شمار
ہے کہاں جلوہ نما وہ مہ تاباں اپنا

چاہ میں اُسکی زلیخا کی صفت ای یارو
ڈہونڈہتا ہوں کہ ملے یوسف کنعاں اپنا

چشم گریاں ہی جگر سوز ہوں ور دل ہی کباب
عشق میں اُسکو یہ ہے حال پریشاں اپنا

ہیگا مسجود ملایک شہ عالی درجات
رتبۂ قرب کہاں جانے ہی انساں اپنا

باغ جنت کی طلب اور نہ حوروںکی ہوس
کوچۂ یار ہوا روضۂ رضواں اپنا

بندۂ عشق کو کیا مذہب و ملت سے غرض
رازداں کوئی نہیں گبر و مسلماں اپنا

راہ گم گشتہ بپا آبلہ وادی فراق
ضامن اب ہو وہ کہاں خضر بیاباں اپنا

اُس شمعرو پہ یہ دل پروانہ جل گیا
بیہوش تہا یہ مجہہ سے جو دیوانہ جل گیا

دنیا نہیں تو ایک بھی جو جز تراب کا
ساقی تمہارا آگیا آہیں خم خانہ جل گیا
دل تھا ہمارا جاے تپاں سوز ــ عشق سے
پہلو نکالے ہی اسطرح سے کہ تپانہ جل گیا
آتش فشاں تو عاشق و معشوق عشق تھے
شمع جلی تو دیکھیو پروانہ جل گیا
پروانہ حال دیکھی عاشق کا سوزنا کبھی
شمع یہ نا تمام ترا پروانہ جل گیا
سب تھی تمام جل گئی ضامن کی سانحو
جان و جگر ملا کیا کیا نہ جل گیا

جو کبھی آتا نہ تھا وہ یہاں آنے لگا
ظلم فرمانے لگا تھا رحم فرمانے لگا
آتے ہی گھر سے مری وہ اپنے گھر جانے لگا
پاتو جی جانے لگا تھا یا میں مر جانے لگا
اسکو ترس آتا نہیں غم و ہمکو ترس آنے لگا
کافر و ترسا عزیزو ہمکو ترسانے لگا
اُس گل رخسار پر کاکل جو بل کھانے لگا
اُس گل کے اوپر سانپ سا آکے لہرانے لگا
کیوں دلا سمجھا تو یار گھبرانے لگا
ضامن بیٹھے بٹھائے یہ کیا عشق آنے لگا

جب خیال آتا ہے تو وہ ملتا نہیں
اس کماں ابرو نگارہ تیر سے دل چھن گیا
نو بہار سبزۂ حسن پری رو سے خدا
مجھ میں اور غم میں ہمیشہ ربط ضبط ایسا رہا
شرم میں شوخی سے شرارت سے اوٹھا دے تو حجاب

اس سبب سے مایوس ہوکر مجکو غش آنے لگا
زلف کا چھلا جو دیکھا جی چلانے لگا
ہو تیری فرقت کی دیکھو میں ستم کھانے لگا
یا تو غم کھاتا تھا میں یا مجھکو غم کھانے لگا
غیر جب جاتا رہا تو جب بھی شرمانے لگا

برق کی مانند آچکا سپہر عشق نازنیں
نہر من سنتی تری ضامن جو جلجانے لگا

دلِ شہید کو تیغ جفا نے مار لیا۔
نہ چارہ سازی عشق میں طبیبوں کی
مسیح دم کبھی مرتا نہیں قضا سے بھی
ازل سے ساتھ تھے اُس شاہ نازنیں کے
تمہاری بانکی سرخی نے کر دیا ہے شہید
جمالِ حسن کا پردہ کبھی نہیں اوٹھا
کسی سے کیا ہو تمنا کسی سے کیا امید
تمہاری خفگی بیجا سہی ہے لبو نپر جاں

کسی کے غمزہ و ناز و ادا نے مار لیا
مریض عشق کو کامل دوا نے مار لیا
تمہاری چشم سیہ مرسا نے مار لیا
صدائے نغمۂ قالو بلے نے مار لیا
ہمیں تو سرخی رنگِ حنا نے مار لیا
ہمیں تو آپ کی شرم و حیا نے مار لیا
دغا سے مل کے ہمیں آشنا نے مار لیا
بلائے غصہ و جور و جفا نے مار لیا

ڈرا سے جگر جس کا مر گیا ہی ضامن
وہ اوس کی زلفِ دوتا نے مار لیا

او سکے ملنے کا کوئی ہمکو نہ انجام ملا
واہ بیتاب ہے دل تو نے رفاقت وہ کی
جستجو جو ہمنے بہت کی تو ملے آپ ہی تم
وعدۂ وصل شب و روز ہوئے اُسکے خلاف
خون ٹپکے ہے میری چشم کی بیریاں ولکا
زلف کافر رخ مصحف پہ ہوا ہوں عاشق
کوہ و بن میں اُسے ڈھونڈھا نہ ملا ہمکو کہیں
واہ ناکامی قسمت وہ ملا ہمکو نہیں

رشک مہ گر وہ ملا بھی تو لبِ بام ملا
بعد مردن تہِ خاک نہ آرام ملا
پھر خدا ہم سے ملا اور نہ کہیں رام ملا
وہ کبھی صبح ملا اور نہ کبھی شام ملا
تو کبابِ دلِ سوزاں بھی ہمیں خام ملا
عشق میں کفر ملا کفر میں اسلام ملا
آپ سے آپ ہی آ کے وہ بتِ خام ملا
گر ملا ہمکو تو وہ عاشق بدنام ملا۔

کہتے تیرا پا کچھ بھی احوال الکھیں
رشتے بے لطف ملا دل کو اگر تھام ملا
عاشق زار کو بجز تپش و نالہ کے کام
دن اول سے ترے شیدا کو سر انجام ملا
داغ لگاتے ہیں جو مجھی کو تو رونگے
ننگ و ناموس نے اگر عاشق بدنام ملا
دل بھی یا جان بھی ہی عشق میں نام ہوا
تو نہوا ہمسے خفا ہمکو یہ انعام ملا
فیض پہنچا ہمیں ساقی ازل کی ضامن
یا وہ شوق محبت کا ہمیں جام ملا

[illegible] دیکھیے
تیری انکھوں میں یہ وہ اثر دیکھا
کارو الا دیں یہ جو ہم دیکھا
پیار ہم نے ادہرا و وہ ادہر دیکھا
[illegible] کبھی اور وہ [illegible] ایسا ملا
وصل سے دن [illegible] دیکھا
اوسکو بھی [illegible] آ گیا [illegible] دیکھا
[illegible] اوسکو بھی [illegible] دیکھا
ہم نے [illegible] دیکھا
واہ [illegible] میں [illegible] دیکھا
جب [illegible]

چارہ سازی نہ کی مسیحا دم	تم پہ سو سو طرح سے مر دیکھا
واہ واہ بارگاہ حضرت عشق -	تیرے کوچہ میں شور و شر دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ میگوید باواز صریر	میکنم مرغان معنی را صفیر

گلدستہ معرفت نثار بر ذاتیکہ اسمش بقصارف بخش گلزار معنی است و گلشن عرفان تصدق برنامی کہ ذاتش لاثانی وحدہ لاشریک لہ شان اوست انا اللہ واحد فرمان اوست رموز عارفان معرفت کیش نکتہ ایست از سراج دیوان عرفانش و نکات مضامین خوش آئین شاعران دقائق اندیش رمزیست از قانون صدر دیوانش و داد گلبن جنت مضامین پیش ادراک کنہہ ذات پاک او پارہ پارہ بسے آوردہ و مثنویات رنگین نکات بمقابلہ دریافت صفات او ناکارہ مطلع اولش مقطع میز کہ او مطلع ابدش از مطلع منزہ اوراق قصاید خواطر عشاق در صفتش پریشان و اقلام کتاب ازارقام حرف معرفتش سرگرداں پاے غزالان حقیقت جولاں غزلیات شعرلے افصح البیان در نشان صحرائے نہایتش از غزالی لنگ و قدم آہوان تیز جست اذہان متیان بلاغت نشان در وادی فصحت آباد ابدا عشق از جولانی تنگ مخمسات حواس خمسہ و رباعیات اربعہ عناصر ہر جن و بشر در معنی قطعات قدرتش متحیر و منتشر و مسدسات جہات ستہ در ہمیں شمش و پنج متردد و متفکر کہنہ او غیر او ندا و نہ حقیقتش سوای او نہ شناسد لا احصی ثناء علیک شاہد این مقال است و ما عرفناک حق معرفتک عاید این حال لا مجاز

علا ما وی الا الیہ +	نظم	

قدرت او ہست ہویدا ازو	گشت جہاں جملہ چو پیدا ازو
لالہ و گل یافتہ زور نگ و بو	نالۂ ہر بلبل شیدا ازو
تیرگی لیل و بیاض و صبوح	زلف و رخ و خال و ہویدا ازو

سبحانہ تعالی شانہ کہ ذات خویش را از زبان قدسیان بہ تسبیح سبوح قدوس ستودہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا در ذکر معراج حبیب خود از لسان خود فرمود حبیبکہ حسن محبوبان جہاں جہد از خرمن حسن سخنش بہ بندو ختہ پر جبرئیل از پرتوش سوختہ حبیبکہ کسب لباب جملہ نبی آدم ست و علت غائی خلقت عالم رسولیکہ خالق او بخطاب لشر

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین گفت
و مقبول کرد و اقبال گوہر سرشت
بینا و آدم بین الماء و الطین ،
لیک کلام در صفت و رتبہ نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی
بہاروف و رحیم و اصحابہ اجمعین
اللہ علیہ و آلہ و اہل بیتہ الی یوم الدین نزول فرمود
بعد کل معلومات آں پاک لولاک لما خلقت
صد ابو صفت و عرفان خدا باو ہویدا و مسود
الافلاک اسکہ ابر کرم بعشق جوش زدن *
آرے ما عرفناک اسکہ

چشم گریان و سینہ ام چاک *
ہجر تو مسموم جان فگار ست *
وصل تو برائے ماست تریاک *
صوفی نعم تو سست دل شد *
فریادش بعشق خویش چالاک *
اما بعد فقیر حقیر و معاصی بندہ
ذو المنن محمد ابو الحسن ابن محمد قاسم
عثمانی پانی پتی ثم الکرانوی کہ
یکے از سہرہ حضرت جلال پانی پتی است

درویشاں بلکہ خاکپائے ایشانست بخدمت شہسواران مضمار سخن دیگہ تازان عرصۂ
ایں فن کہ برخی ازیں ذائقہ روحانی حدیث اِنّ من الشعر الحکمۃ خلی و افی جلی
ازیں مذاق عرفانی بخیر الشعراء تلامیذ الرحمن فیض کافی داشتہ باشد التماس
مے نماید خصوصاً بسوئے برادران دینی و اخوان یقینی خود مے گراید چونکہ از مدت مدید
و عرصہ بعید غزلیات معرفت آیات حضرتنا و مولانا وارشدنا و ہادینا سیاح دریائے
شریعت و سیاح صحرائے طریقت واقف زمرہائے حقیقت کاشف مدعائے معرفت
مسند نشیں و سادہ اولیائے جاگزیں جادہ اصفیائی عالم العلمائے ورحمۃ الانبیائے۔
عامل سنت خیر الوریٰ سیدی سندی و سیلہ یومی و غدی محرم اسرار خفی و جلی مولانا بالفضل
و افری شاہ سید ضامن علی صاحب صابری چشتی دام فیوضہ علی قلوب المحبین
مدظلہ روس الطالبین فہو شبلی الوقت و جنید الزماں لبقاہ اللہ مع الجود و الاحسان کہ
گاہ گاہ از زبان فیض ترجمان در آتش حضرت مرشد و علی کیفیت الحال سر زدہ می شدند
و گاہ گاہ از خاطر دریا مقاطر بہر ہدایت سالکان ایں سلک خدا دانی علی حیثیت المقال
صادر میگشتند بعی تمام کمر ہمت بستہ باجتماع آں میکوشیدم و پارہ ہائے دل لخت لخت جگر را آتش میفروختم

مثنوی

ایں متاعیست سِتر پنہانی	کاشف رازہائے زبانی
استعارات ظاہری بینند	اے برادر اگر تو بیخوانی
بنگر از دیدۂ حقیقت بیں	مغنیش را رموز سبحانی
بر مپندار بدگو کس را	گر تو اسرار حق نمے دانی
طرفہ دیوان پُر از معانی عشق	سے نو لیسیم کہ ہست لاثانی

قطعہ تاریخ تالیف ایں دیوان لطیف از فقیر عبد الغفور گنگوہی الجلال آبادی عفی عنہ
صابری متخلص بصوفی و فتادی قطعہ تاریخ

دیوان انتخاب مقامات معرفت	ترتیب یافتہ ز کرامات معرفت
صوفی سروش غیب بتاریخ سال او	گفتہ از زبان خویش کمالات معرفت

یک ہزار و دو صد ہشتاد ہجری

قصیدہ از طرف مؤلف بجناب حضرت مصنف مدظلہ العالی الیٰ دور الصباح و اللیالی۔

[illegible]

دیوان گلدستہ معرفت

تمہاری ذات ہے ابر کرم آ مہر بخشایش
اگر گرد و کرم اکدم میں دریا دست شامل ہو

نگاہِ فیض گر ڈالو کسی پر چشم عرفاں سے
اگر ہو جاہل وہ جہل وہ کامل ہو مکمل ہو

تمہارا سلسلہ اک قربتِ حق کا وسیلہ ہے
جو ہوا سمیں مسلسل رحمتِ حق اوسپہ نازل ہو

حصولِ مدعا حاصل وصالِ حق تمہیں حاصل
جو کوئی تمسے ہو واصل وہ بیشک حق سے واصل ہو

جو کوئی آپکا عارف وہ بیشک عارفِ حق ہے
اگر ہو آپسے غافل وہ غافل حق سے غافل ہو

عطا حق نے کیا تمکو وہ فیضِ صابری حضرت
پڑی جسپر نگاہِ مہر کیا اُسکو حاصل ہو

کرو تم دستگیری جسکی جو بیعت کرے تمسے
جو صافی ہو تو صوفی ہو جو عالم ہو تو عامل ہو

ولی ہو غوث ہو مخدوم ہو صاحب ولایت ہو
کھلی ضرب فرائض دم میں طے قرب نوافل ہو

رہے تمپر ہمیشہ خواجگان چشت کا سایہ
طفیل اُنکے ہمارے سر پہ دائم آپکا ظل ہو

وہ خاصانِ خدا ہیں عاشقانِ ذاتِ اقدس ہیں
کہ اُنکا نام لب پر ورد زباں عقدِ انامل ہو

تصدق خاندانِ پاک کا اے حضرت ضامن
برائے مدعائے دل کہ تم میرے مکفل ہو

غزل ردیف الف

چشم حق بیں سے غور کر دیکھا
یاد آیا نظر جدہر دیکھا

کعبہ دیر و میکدہ مسجد
اوس سے خالی نہ کوئی گھر دیکھا

جینے مرنے سے پہلے مر دیکھا
لطف جینے کا سر بسر دیکھا

شیشۂ آنکھ میں پری ہے بند
نور احمد کا یہ اثر دیکھا

رازِ مخفی کو جب کیا ظاہر
سر منصور دار پر دیکھا

جب وہ آیا تو گم گئے بس ہم
اُسکے جلوہ میں یہ اثر دیکھا

کہیں ہنستا ہے مثل گل کی وہ
کہیں بلبل سا نالہ در دیکھا

کہیں پردہ میں غیب کے وہ چھپا
کہ کسی نے آنکھ بھر دیکھا

کہیں احمد بنا احد پیارا
کہیں جبریل نامہ بر دیکھا

کھولدیں مشکلیں سبھی پل میں
اوسکو حیدر سا شیر نر دیکھا

مشکل لیلی ہو لے گا دل قیس
مثل شیریں کے فتنہ گر دیکھا

ظاہر و باطن اول و آخر
جابجا اوسکو جلوہ گر دیکھا

[illegible]

دل تو کسی کی یاد میں دیوانہ بن گیا
اور شوق ... شمع میں پروانہ بن گیا
ٹھیرا سکے جو ن خیال ... افسانہ بن گیا
پہلو ہمارا ایک رفیق تھا بیگانہ بن گیا
وہ خیال روے بتان ... بتخانہ بن گیا
پہلو ہمارا ایک کعبہ میں ... غازہ بن گیا
وحشی خراب حال پریشان دردمند
فرقت میں یار کی تو میں دیوانہ بن گیا
پیر مغاں سے ہم کو ملی ہے شراب عشق
نزاع ہماری ... پیمانہ بن گیا

اے مدعی رقیب تو کیا جانے لطف ہجر
جیسا کہ میں بنا ہوں تو ایسا نہ بن گیا

بیت الحرم تھا کعبۂ دل خانۂ خدا
یاد بتانِ ہند میں بتخانہ بن گیا

ضامن فراقِ یار کی تحریر کیا ضرور
عالم میں تیرے عشق کا افسانہ بن گیا

قتل کرکے تو ہوا دل ترا قاتل ٹھنڈا
پر نہ ہوگا کبھی ہرگز ترا بسمل ٹھنڈا

مطلع ثانی

قتل کرکے بھی نہ ہووے دلِ قاتل ٹھنڈا
پانو سے لاش کو مل جب یہ ہو بسمل ٹھنڈا

عاشق زار تو زندہ ہے مگر عشق میں ہے
ہاتھ کا جوڑا نہ کر حور شمائل ٹھنڈا

زخمی تیر نگاہ کی آہ جدائی میں تری
دم میں حسرت زدہ پھرتا ہی یہ گھایل ٹھنڈا

ہاتھ پاؤں سکے ابھی کاٹ نہ قاتل صیاد
جبتلک صید ترا ہووے نہ کامل ٹھنڈا

اٹھ گئے ہم شب مہتاب میں محفل سے تری
لے ہوا اب تو ترا دل مہ کامل ٹھنڈا

وقت پیری میں نہیں داغ محبت کا مزا
بس چراغ سحری کرتے ہیں قاتل ٹھنڈا

دن ازل کے تری عاشق کو ہوا سوز نصیب
وصل میں بھی نہ ہو پروانہ بے دل ٹھنڈا

دیکھ لوں بھر کے نظر اُس گل خنداں کو اگر
جان و دل آنکھ تلک آنکھ کا تل ہو ٹھنڈا

عید کا دن ہے مرے سینہ سے لگجا پیارے
دلِ سوزاں مرا ہو جائیگا مل مل ٹھنڈا

آتشی شیشہ کی مانند نہاں دل میں ہے آگ
پھونکدوں اُسکو جو ہو میرے مقابل ٹھنڈا

قتل ضامن سے ستمگر جو تجھے ہو جا چین
کرلے دل اپنا ابھی تیغ حمائل ٹھنڈا

دکھلا دے جمال اپنا طلبگار ہوں تیرا
موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہوں تیرا

کچھ حور کی خواہش ہے نہ جنت کی طلب ہے
مدت سے مری جان گرفتار ہوں تیرا

دنیا میں زلیخا کی طرح اے مرے یوسف
بازار محبت میں خریدار ہوں تیرا

بیہوش کیا ہے مجھے جلوہ نے تمہارے
اِتنی تو خبر ہے کہ خبردار ہوں تیرا

بلبل کی طرح شور و فغاں کرتے ہیں ہر دم
میں خار نہیں یار ہیں گلزار ہوں تیرا

میں جادۂ پیمانۂ وحدت کا ہوں ساقی
اے جام محبت مجھے میخوار ہوں تیرا

مار ڈالا ہمیں خاموشی نے تیری قاتل
سرد مہری ہے تری زہر ہلاہل تیرا

کیا غرض مجھ کو چھیڑتے ہیں کیوں قاضی و ملا
گر نیک ہوں یا بد ہوں گنہگار ہوں تیرا
اے صاحب غیرت مری جلدی سے خبر لے
بدنام ہوا میں سر بازار ہوں تیرا
سو بار اگر تو مجھے چھیڑیگا تو کس کا ہے شیدا
تیرا ہوں نہیں تیرا ہوں نہیں سو بار ہوں تیرا
کانٹا سا کھٹکتا ہوں رقیبوں کے جگر میں
گل ہوں نہیں تری باغ کا یا خار ہوں تیرا
ضامن تری فرقت سے اب جان سے بیزار
آمل مرے عیسیٰ کہ میں بیمار ہوں تیرا

[illegible]

شمع صفت میں ساری رات پہ تری خاموش جلا
فرقت سے تیری دن اور رات حسرت سے ملتا ہوں ہاتھ
وصل نہیں منظور اگر بہر خدا اتنا تو کر +
رو رو کے میں اشک کے تار گلے میں ڈالی گہر کے ہار
سرو رواں رخسارہ گل سنبل زلف اور نرگس چشم
دم ہی دم میں بگڑی ہے بن تیری کب گذرے ہے
تیری گلی میں شجرہ طور یار یقیں ہی کرنے طور
عشق میں تیری او عیار جان سے گذرا عاشق زار

صبح ہوئی جوں شعلہ طور گھری جو نکلا پھونکدیا
نکلے دم آہ کے ساتھ او بت کافر بے پروا
تیغ سے میرا کاٹ دی سر رنج والم دو طرف کا
چشم ہے بس زار و نزار دل پر چھائی غم کی گھٹا
چمپئی رنگ ہی بوئے سمن غنچہ دہن ای وصل علے
اب تو ہمکو آنے دو بہیلا جگر آہو ہی چکا +
خاک میں تیری کوچہ کی دانہ دلکو بو ہی دیا
جب بھی تو نے رحم کیا عاشق مسکیں مار دیا

ضامن تو نے جور و جفا عشق میں اُسکے کیا نہ سہا
راز نہاں یہ چھپا ہی رہا صبا بر کہوں میں کس سے جا

اے شہید ناز ہے بہتر تڑپنا لوٹنا
اُسکو بھاتا ہے مرا اکثر تڑپنا لوٹنا
حشر تک میں درد دل سے یوں ہی بولونگا سدا
خاک و خوں میں ایسا بیتابی سے تڑپا ہوں کہ ہائے
آتش اُلفت میں جلتا ہوں ہی گمتا ہوں [illegible]
یار بن محفل میں حال اپنا ہی ایسا دوستو
زلف مشکیں کے تصور میں پریشانی ہی یہ
مار ڈالا تیرے جلوہ نے تو ہمکو شمع رو

ہو مبارک کشتۂ خنجر تڑپنا لوٹنا
چاہیے تجکو دل مضطر تڑپنا لوٹنا
دیگیا ہے مجکو وہ دلبر تڑپنا لوٹنا
ہوگیا ہے جلوۂ محشر تڑپنا لوٹنا
دمبدم جو ذرۂ اخگر تڑپنا لوٹنا
وجد صوفی سے زیادہ ہے تڑپنا لوٹنا
شنگل کاکل یار کے رخ پر تڑپنا لوٹنا
مثل پروانہ کے ہے شب بھر تڑپنا لوٹنا

یار ملجائیگا ضامن بیقراری کیا ضرور
برق کی مانند تو مت کر تڑپنا لوٹنا

تم میرے پاس آکر آج ہوتے جانا
رشتۂ مہر و وفا آپ کا ہوتا گن گنا
بخت بیدار تو جب اپنا سمجھتا یارب
بیوفائی تری معلوم نہیں ہوتی اگر
باغ مقتل میں اگر سیر کو آئے ہو صنم

میرے رونے پہ وہیں آپ بھی روتے جانا
گوہر دل جو میرا اسمیں پروتے جانا
سرکو زانو پہ مرے رکھکے جو سوتے جانا
تیری الفت میں کبھی دلکو نہ کھوتے جانا
کشتۂ ناز کی تربت پہ بھی ہوتے جانا

[illegible]

نقشہ جو ہیچ کا ایک ہے ثانی اوتارتا
لوح و قلم کو کلک پہ حق اوس کے وارتا
موسیٰ جو دیکھتا ہے تجھے ارنی پکارتا
کیوں نازنین ترانی ہمیشہ سہارتا
زلفوں کا دھیان دیتی ہو جسم گذارتا
شیشہ دل کے ٹکڑے ہوئے ہیں پری کو اوتارتا
غیروں سے ہوئے آپ کبھی الوظام حسن
تیغ ابروے ہمارے سامنے کچھ دم نہ مارتا
آدم میں جلوہ گر جو ہوا نور احمدی
شیطان سجدہ کرتا تو بازنہ مارتا

[illegible]

مرے ہے کب بت اور بت شکن ہے وہی
لن ترانی حقاً فقد راد الحق
جو اپنے آپ کو سمجھا نہ یار کو سمجھا

قسم ہے اوسکی حقیقت میں جو کہ تھا سمجھا
یہ راز خاص ہے اوسکو تو مصطفیٰ سمجھا
سمجھ پہ خاک پڑی اُسکے وہ بڑا سمجھا۔

سمجھ نہ آپ کو ضامن مثال اپنی خودی
ہزار بار تجھے تو یہی دیا سمجھا

خدا کو سمجھا کہ جو راز اپنا سمجھا
خبر نہ رکھ تو دل کی خبر ہو جب تجھکو
خدا کو سمجھا نہ سمجھا جو آپ کو سمجھا۔
وہ یار پاس ہے شہ رگ سے بھی بہت نزدیک
ہیں ڈھونڈھتا پھر اوسکو تو کوہ و بن میں بس
ہمیشہ زندہ ہوا تیغ یار کا کشتہ

قسم نہ وجہ کے مجنوں کو بر ملا سمجھا
دل حریص کو دیکھو یہ دے ذرا سمجھا
نہ سمجھے غیر کسی کو تو وہ خدا سمجھا
ملا وہ اُس سے کہ جسنے اوسے ملا سمجھا
وہ پاس تھا میرے اوسکو میں اور جا سمجھا
کہ کوئی یار کو جو دشتِ کربلا سمجھا

مثالِ شمع کی محفل میں جل گیا ضامن
کوئی نہ راز میرے دل کا آشنا سمجھا

بیخطا یار نے ہمیں مارا
مار ڈالا کسی کی چاہت نے
جائیں ہم کیا طواف کعبہ کو
مار ڈالو جو مارتے ہو جی
دام کاکل کی قید سے نہ چھٹے
بن قضا کے کبھی نہ مرتے ہم
حاصل اپنا نہ کچھ ہوا مطلب
اوسکی ٹھوکر سے دل ہوا پامال
تیر مژگاں کمان ابروے
شادیٔ مرگ ہم اوسکو سمجھے
مثل موسیٰ کے لن ترانی حسن

لو دل زار نے ہمیں مارا
الفتِ یار نے ہمیں مارا
بتِ عیار نے ہمیں مارا
چشمِ خونخوار نے ہمیں مارا
زلفِ بلدار نے ہمیں مارا
اُس جفاکار نے ہمیں مارا
عشقِ بیکار نے ہمیں مارا
کبک رفتار نے ہمیں مارا
اُس کماندار نے ہمیں مارا
مہربان یار نے ہمیں مارا
شوق دیدار نے ہمیں

جسنے مارا ہے اپنے ضامن کو
اوس ستمگار نے ہمیں مارا

شمع سان جل ہی گیا آتش ہجراں سے دل
واہ واہ دیدۂ تر تمسے بجھایا نہ گیا۔

سوزشِ عشق میں تن اپنا ہوا کان نمک
گریۂ چشم مگر تمسے بہایا نہ گیا۔

مثلِ گل ہم نہ ہنسے گلشنِ دنیا میں کبھی
غنچۂ دل کو صبا تجھ سے کھلایا نہ گیا۔

غیر پیتے ہیں مجھے پیاس ہے اور اُلٹی ہے ملے
ساقیا ساغرِ مے ہم کو پلایا نہ گیا۔

اے عزیزو کہو کس طور تسلّی ہووے
تمسے یہانتک بُتِ کافر کو پلایا نہ گیا

ڈھونڈھتے پھرتے رہے کوہ بیابان اوسے
یار تہا پاس ہی پر ہم سے بلایا نہ گیا

بیخودی ہم پہ یہ چھائی کہ ہوئے ہوش خطا
ہم وہاں پہنچے کہ پھر ہمسے تو آیا نہ گیا

دستِ وحشت نے کیا چاک گریبانِ حیا
سوزنِ عقل سے پھر اوسکو سلایا نہ گیا

وصلِ دلدار میسّر نہوا آگاہ ہمیں پر
بارِ ہجراں بھی تو پھر ہمسے اوٹہایا نہ گیا

کیا کہوں طالعِ بدخواہ کی ناکامی کا
ایک دن یار کو **ضامن** سے مٹایا نہ گیا

خنجرِ ابرو کا جب تمنے اشارہ کر دیا
راز پنہاں زخمِ دل کا آشکارا کر دیا

غرق ہے طوفانِ گریہ میں سفینہ چشم کا
ہجرنے دریائے غم کو بے کنارا کر دیا

رشکِ گلزارِ ارم ہے عندلیبو دیکھلو
کوئے جاناں اپنے خوں سے ہمنے سارا کر دیا

عاشقوں نے آہ سے گردوں اوکھاڑا اٹہا ولے
میں عصائے آہ سے اوسکا سہارا کر دیا

خلکر مست کر قتل کرنے کا میرے بے جرم تو
تیری فرقت نے ہمیں تو غم کا مارا کر دیا

یار کو کر کے جدا ہم سے فلک حیران جگر
ہمنے بھی تجھپر رواں آہو نکا ارادا کر دیا

ناتوانی جعل جاں بلب ہوں نقش جیں برروئے آب
دیکھ لو یہ حال اب تم نے ہمارا کر دیا

ہے حبابِ ہندسہ منظور تیری تیغ کو
لوحِ سینہ کو میرے شبکہ ہی سارا کر دیا

دین و ایمان جاندی اور تم کو جانا کرنا
کیوں خفا ہو ہمسے کیا نقصان تمہارا کر دیا

حسن کا طالب **ضامن** اور نگاہ پیار کا
راز پنہاں تم پر اپنا آشکارا کر دیا۔

پا بزنجیرِ دلا زلفِ دوتا کا دیکھا
عشق بازوں کو گرفتارِ بلا کا دیکھا

رخ تیرا جلوہ نما حسنِ ازل کا ہے صنم
جسنے دیکھا تجھے دیدار خدا کا دیکھا

مثلِ سایہ کے پڑے رہتے ہیں پانو میں ترے
ہمنے سایہ کو تیرے سایہ خدا کا دیکھا

وصل اگر دن کا [illegible] جنت فردوس کا
شب ہجراں [illegible] روز جزا کا دیکھا
[illegible] کا دیکھا
[illegible] کا دیکھا
[illegible] دیکھا
[illegible] دیکھی
[illegible] دیکھا
[illegible] کبھی
[illegible] تری جفا کا دیکھا

اپنے ہاتھوں [illegible]
[illegible] رنگ حنا کا دیکھا
[illegible]
[illegible]
[illegible] دیکھا
[illegible]
[illegible] دیکھا
[illegible] ضامن
[illegible] کا دیکھا

رخ نور جلوۂ مصطفےٰ وہ خدا کا نور جمال تھا
جو تمام خلق میں ہی عیاں یہ کمال اُنہیں کمال تھا

قفس حیات کو چھوڑا مرغ دل جو سوے عدم
مری جاں یہ پر و بال ہی بخدا یہ سخت وبال تھا

گئی پیاس میری خلق کی دم از بت نازنین
تری آب تیغ کا او صنم کہوں کیا کہ آب زلال تھا

نہ تو زر ہی جسپہ کہ دوں تجھے تو امیر گھر میں فقیر ہوں
دل و جان تھا سو تجھے دیا یہی ایک مجھ میں کمال تھا

لب بام پردہ جو آگیا تو وہ اپنا جلوہ دکھا گیا
وہ قمر تھا ہائے جو چھپ گیا وہ پری تھا جو خصال تھا

جو خودی کا پردہ اُٹھا دیا تو وصال یار کا ڈھب کیا
وہ ہمارے سامنے آگیا کہ شہود جسکا محال تھا

دل و جان عشق نے کھو دیا مرے پاس یار نہ کچھ رہا
مگر ایک ضامن علی پر آ جو رفیق اُس کا ملال تھا

رشک قمر جو تو نے رخ سے نقاب اُلٹا
ساقی نے محو ہو کر جام شراب اُلٹا

تشنے تو جاں بلب ہوں سیر اب ہے رہی ہیں
محفل کا تیری دیکھا ہمنے یہ داب اُلٹا

مجکو پیاس ہے وہ محشر تلک نہ کم ہو
میرے دہن میں ساقی مینا شراب اُلٹا

واللہ وصل جاناں اسبات میں نہیں ہے
تو عمر مولوی نے ورق کتاب اُلٹا

دریا میں تمنے دیکھے لاکھوں حباب اُلٹے
دریا بہا رہا ہے چشم حباب اُلٹا

یوسف سے لے عزیزو آخر ملی زلیخا
کیونکہ یہ ہم دیکھتے ہیں یار نے خواب اُلٹا

افسوس گھر میں آکر محبوب جبکہ پھر جائے
تیرا نصیب ضامن خانہ خراب اُلٹا

تم نے گر قتل کیا ہمکو بہت خوب کیا
بخدا خوب کیا خوب ہی اسلوب کیا

تھا مناسب کہ جو واعظ کے لئے بہر خدا
ساقیا دختر رز کے تئیں منسوب کیا

قتل قاصد کو کیا خط کو مرے پھونک دیا
جبکہ اُس طرف روانہ کیا کبھی خوب کیا

تیرے سودائے محبت نے ستمگر کیا کیا
ہمکو دیوانہ کیا وحشی و مجذوب کیا

جو کیا تم نے کیا مفت بدنام ہوا ضامن
آپ ہوئے طالب خود آپ کو مطلوب کیا

اچھا ہے وہ خود اچھا ہے یار بھلا اچھا
ہے نصیب اپنا اچھا دلدار ملا اچھا

کاکل نے تیرے ہمکو اب مار لیا اچھا
اس مار سیہ گوں نے یہ کار کیا اچھا

فرقت میں تری کب تک بیمار جیا اچھا
آ بہر خدا اتنو لے یار ذرا اچھا

انکار ہے بوسہ سے اقرار ہے ملنے کا
انکار کیا اچھا اقرار کیا اچھا
زلفوں کا ترے قیدی سمجھیں ہیں کہ زندہ ہے
اب تک نہوا ہے بیمار بھلا اچھا
ساقی ترا میخانہ ہوا آباد دم سے
پھر جام مے الفت ہر بار ملا اچھا
ہر بار کے جلنے سے ہر روز کے پھکنے سے
اب شمع پہ پروانہ اکبار جلا اچھا
کیا کیا پری پیکر اس باغ جہاں میں ہیں
کیا گلشن عالم میں گلزار کھلا اچھا

[illegible]
ہوتا ہے نہیں انکا لے یار گلا اچھا
قاتل کو ذرا اپنے بسمل کو تڑپنے دے
کہتا ہے جواب اپنے [illegible] اچھا
[illegible]
[illegible] انکار ہوا اچھا
[illegible]
[illegible]

جس نے کونین میں سمجھا محمدؐ کو پشت و پناہ
چاہ یوسف کی رہی ہوگی نہ یوسف کی طلب

اسکو دارین کی آفت سے بچایا ہوگا
جسکی آنکھوں میں ترا حسن سمایا ہوگا

خلق نے جبکہ گرایا تجھے دل سے ضامن
حضرت شاہ نے الفت سے اٹھایا ہوگا

دل ہوا مشتاق جب سے اُس بت نادان کا
اے ستمگر کیا سبب کیا مدعا کیا واسطہ
خواہش لعل و گہر اصلا نہیں ہمکو رہی
مجھ سے فرماؤ تو جانا تمسے ہوئیں سرخرو
ناصحا مجکو نصیحت کیا کرے ہے دیکھ تو
مہر و مہ روشن ہوئے اور نور ہے چاروں طرف

سب بھلا بیٹھا ہوں قصہ دین اور ایمان کا
ہو گیا ایسا جو دشمن تو ہماری جان کا
جب سے دلمیں دھیان ہے تیرے لب و دندان کا
ملتجی کیوں غیر سے ہے ایک برگ پان کا
اور ہے مشرب لئے ایکسان رندان کا
کسقدر چھایا ہوا ہے جلوہ اُس رخ تابان کا

طرفہ تر یہ ماجرا ضامن تری گریہ کا ہے
ایک قطرہ ہے سمندر دیدۂ گریان کا

عشق میرا اب تو یہ شہرۂ آفاق ہوا
صبر و آرام خور و خواب یہ سب جاتے رہے
ہی مکدر نہ کبھی ایسی طبیعت تیری
تیرہ بختی دل ناشاد کی اب کیا کہیے

شکر اللہ کہ مجھے رتبۂ عشاق ہوا
کس ستمگر کا دلا ہائے تو عشاق ہوا
اب خفا ہمسے تو کیوں صاحب اخلاق ہوا
گاہ گاہ ملنا ہی اُس سے ہمیں اب شاق ہوا

مار کاکل نے ڈسا جس کا کلیجہ ضامن
شربت وصل کا اُسکے لئے تریاق ہوا

جلوہ خاص صنم کا دیکھو عالم میں کیا عام ہوا
آپ ہی بلبل آپ ہی قمری آپ ہی طوطی اور شمشاد
آپ ہی کہاوے آپ ہی ہووے آپ ہی قادر ہر شئے پر
ملک عدم سے آپ وہ آیا اپنے میں وہ آپ سمایا

دیر و مساجد کہیں کفر کہیں اور آپ کہیں اسلام ہوا
سیر چمن کو آپ گیا وہ کیا کیا اُسکا نام ہوا
آپ ہی کشمش آپ ہی پستہ آپ ہی وہ بادام ہوا
آپکو ڈھونڈا آپنے پایا اُسکا یہ انجام ہوا

آپ ہی اللہ آپ ہی محمد آپ ہی عاشق اور معشوق
اپنا نام رکھا کے ضامن آپ ہی وہ بدنام ہوا

ہم نے جاناں کے تئیں دلبر جانا جانا
خون سے میرے تو آلودہ نہو جانِ من

لیکن اُس جان نے دشمن ہمیں جانا جانا
کبک رفتار ستمگار اُٹھانا جانا

مجھکو کہتا تھا کہ لے دل تو خفا پاے گا
اسکے کوچہ میں نہ رکھ روز کا آنا جانا
کیوں خیال آوے کسی غیر کا دلمیں میرے
کیا مجھ میں ہے اٹکانا جانا
عشق نے تیرے پھنسایا دیکھنے میں میرا دل
دام کاکل میں پھنسا نادان نے دانا جانا
رخ صیاد پہ نادان نے دانا جانا
ہاتھ پاؤں تڑپ بسمل کے جو ہوویں ہمدرد
قصد قتل سے جب ہاتھ اُٹھانا جانا
سرخی لب کے لئے خون مرا کافی ہے

برگ تنبول بنا کر کے نہ کھانا جانا
مجھ سے احباب مرے جبکہ اٹھا لیویں ہاتھ
فاتحہ پڑھنے کو جب ہاتھ اُٹھانا جانا
مضطرب آپ ہوں دود چراغ کشتہ
اپنے بسمل کا سفر دیکھ کے جانا جانا
پڑے قدموں کی قسم قدموں کا تیرے ہر گز
بستر گل پہ بہتر ہے سرہانا جانا
جو احباب سے احباب کو کر دیوے جدا
ہے اُسکے تئیں ابلیس سے جانا جانا

تیرے عاشق کو ٹھکانا نہ ملا جبکہ کہیں
چر گیا آری سے دل اپنا پریشاں یارو۔
طائر جاں نہیں بچنے کا نگاہ سے تیری
بات کی بات ہے پی لینا ہلاہل کا مجھے
استخواں غم سے ہوئے خشک نیستان کا بن
ایک بوسہ کے عوض اس لب شیریں نے ترے
کچھ تو حسرت ہے جو بھاری ہے جنازہ میرا

تیرے کوچہ میں فقط اپنا ٹھکانا جانا۔
جبکہ زلفوں میں کیا تم نے وہ شانا جانا
تیری آنکھوں نے کیا ہے وہ نشانا جانا
زہر فرقت کا ترے سخت ہے کھانا جانا
آہ کے دم کا ہے ہرنی میں ترانا جانا
خوں بہا میں میرے کیا خون بہانا جانا
ہاتھ بے رحم ذرا تو بھی لگانا جانا

آج کل کے ترے عاشق تو مزا لوٹ گئے ؛
پر یہ ضامن رہا محروم پرانا جانا۔

جبکہ وہ خورشید رو آکر دو بارا ابھر گیا
اب ہماری طرف سے جو دل تمہارا بھر گیا
کوئی تڑپے ہے پڑا محفل میں کوئی مر گیا
عاشق صادق کو لازم ہے رضائے دلربا

تیرہ بختی سے میری قسمت کا تارا ابھر گیا
پھرتے ہی تیرے زمانہ ہے سارا پھر گیا
تیغ ابرو کا جو قاتل کے اشارا ابھر گیا
زکریا نے دم مارا سر پہ آرا پھر گیا

بھیجئے جام صبوحی ضامن اب کے اور بھی
بادۂ الفت کا آنکھوں میں طرارا بھر گیا ؛

غزل بطور سہرا

نازنیں نور فشاں ہے یہ سخن کا سہرا
رشک افزا گل تر لعل یمن کا سہرا
انجم مہر میں ڈالا ہے ستارونکا پسند
کہکشاں نے بھی کیا گوہر انجم کو نثار

بارک اللہ مبارک ہو دلہن کا سہرا
جلوہ گر حسن بھرا غنچہ دہن کا سہرا
ماہ نے دیکھا جو دولھا و دلہن کا سہرا
ہے گل ناز و نبوت کے چمن کا سہرا

ہو مبارک میرے احباب پہ ہر روز خوشی ۔
کیا ہے ضامن نے کہا ہے یہ حسن کا سہرا

مبتلا و طبیب کہ میں بیمار ہوں کس کا ۔
ارنی کی صدا لب پہ ہے اور ورد خوبانا
آتی ہے نظر ہم کو جنوں میں بھی تجلی

جویائے شفا شربت دیدار ہوں کس کا
موسیٰ کی صفت طالب دیدار ہوں کس کا
در پہ وہ عزیز میں طلبگار ہوں کس کا

بن صورت گل آنکھ میں بلبل کی سمایا
اعدا کی سوا اور کہو فدا ہوں کس کا
اس طرح گرفتار کی ہوں اٹھ نہیں سکتا
پامال روش نازک رق ہوں کس کا
لے عشق شہنشاہ خداوند دو عالم
غفار ہے سے کہیں بندہ سرکار ہوں کس کا
اب دیدہ حق بیں سے حقیقت ہو نمایاں
دیکھو تو کریں مظہر اسرار ہوں کس کا
کیا ہوں بہ مجھے کوئی یہ بتلائے میوہ
وہ بوجھا میں سر بازار ہوں کس کا

پہلو میں میاں مل کے میری اوقات بسر کر
میں اس ہوں سے پایا ہے نظر وار ہوں کل دل
پہلو میں مرے پایا ہے جو دل تولہ ہوں کس کا
میں چہانک ہاروں دن لوا ہوں کس کا پایا
ڈھونڈا ہے عالم میں گرفتار ہوں کس کا
وہ کون ہے ضامن میں رات کا مرا پایا
ہے عشق ادائیگی دن سے بنا نام ہمارا
شہو سا مشتبہ میں بچھوں ہے نام لالہ کی
مہ شرح ہے زدو سے وہ مرغ دام اپنا
کشتہ وہ ہے

رندونے پرستی مذہب ہوا ہے اپنا
ہم قید دو جہاں سے آزاد ہو گئے ہیں
ہم اپنے دل سے گذرے وہ جو رہے نگذرا
یہ ذکر جا بجا ہے خاصوں میں عالم اپنا
اسلام وکفر سے ہے آگے مقام اپنا
ایسے صنم کو ضامن صاحب اسلام اپنا

غزل دیگر

عالم میں گو ہوے ہے مشہور نام اپنا
حاصل ہوا نہیں ہے افسوس کام اپنا
محفل میں تیرے ساقی بے یار میکشی ہے
رہنے دے میکدہ میں مے کا یہ جام اپنا
زنار ہم نے باندھا اُلفت میں اُس صنم کی
ہرگز ہوا نہ ابتک کافر وہ رام اپنا
اے عشق تونے ہم کو سب سے چھڑا دیا ہے
ہادی و پیشوا ہے تو ہے امام اپنا

وہ شاہ نازنیں ہے ضامن قسم خدا کی
کرتا ہے جسکو چاہے صابر غلام اپنا

ساقی تیرے کوچہ میں وہ دلدار ندیکھا
اور بادۂ گلگوں کا خریدار ندیکھا۔
عالم میں تو ہمنے کوئی بیکار نہ دیکھا
ہر کار میں پر یار سا مکار ندیکھا
شاید نہ رہے مے ترے خمخانہ میں ساقی
بدمست کا ئے عشق کا سرشار ندیکھا
ہم دیکھتے ہیں عیش مہیا ہے ولیکن
برباد ہے سب عیش اگر یار ندیکھا
گر عمر تری بام کے نیچے ہوئی آخر
اے بخت سیاہ روزنِ دیوار ندیکھا
جیتا نہ ہے اور نہ مرجائے یہ بیمار
مانند تپ عشق یہ آزار ندیکھا
گو محل سراتک تری جا پہنچا ہے عاشق
افسوس کبھی یار کا دربار ندیکھا
جوں شمع وہ ہے پردۂ فانوس میں روشن
بے پردہ کبھی یار کا دیدار ندیکھا۔
طالب ہے جہاں اُسکی ملاقات کا لیکن
جان پہلے جو دے ایسا طلبگار ندیکھا
بیہوش ہے ہشیار رہے اُس از نہانکا
بیہوش کی مانند تو ہشیار ندیکھا
اے دست جنوں چاک کیا ایسا گریباں
وحشی کے بدن پر تو کوئی تار ندیکھا
معلوم ہوا میکدہ میں کہ آج کروگے
واعظ پہ قبا جبہ و دستار ندیکھا
بکتا ہی پھرا مصر کے بازار میں یوسف
یوسف کو اپنے میں سربازار ندیکھا۔

مختار ہیں محمد ہر ایک کار کے ضامن
محبوب خدا سا کوئی مختار نہ دیکھا۔

ردیف الباء موحدہ

[illegible]

ہے نہیں دلمیں مرے کشف وکرامات کی طلب
ہے مگر مجکو مدینہ کی زیارت کی طلب

دیکھ لوں میں قدرعنا و جمال روشن
پھر نہو مجکو کسی کشف وکرامات کی طلب

نور آنکھوں میں ہو پیدا رخ روشن سے ترے
چشم خورشید کرے مجھسے بصارت کی طلب

ناخدا کشتی امت پہ ہے طوفانِ بلا
لو خبر جلد کہ ہے ہمسے شفاعت کی طلب

عشق نے آپکے معشوق بنایا ہم کو
آتش عشق کو ہر دم ہے زیارت کی طلب

میری آنکھوں پہ کفِ پائے مبارک رکھدو
قرۃ العین ہو حاصل ہے عنایت کی طلب

تاج شاہی سے تو بہتر ہے تمہاری نعلین
پھر یہ رکھوں تو کروں یار امانت کی طلب

آپکے شوق محبت میں نکلجائے یہ دم
دیجئے پھر خدا مجکو ہدایت کی طلب

ہم گدائے درِ احمدؐ ہیں نہیں کچھ پروا
جاہ دنیا کی نہیں ورنہ زیارت کی طلب

پنجتن پاک کی اُلفت میں فدا ہو جانا
تجکو ضامن ہے اگر خاص شہادت کی طلب

رہے خانہ جہاں میں ہمیشہ صنم کبھی ملنے کا اُسکے ہوا نہ سبب
چھپے پردہ میں ایسا وہ غیرتِ حور کہ نہو وہ خبر یہ ستم ہے عقب
نہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں شمس و قمر نہیں ثانی تمہارا کوئی البتہ
ترے صدقے ہیں سارے یہ جن و بشر تیری مثل صنم پری ہو سکے کب
تجھے کہتے ہیں جلوہ رشک قمر مجھے کہتے کتاں ہیں دریدہ جگر +
تجھے سرو رواں کہیں سارے بشر مجھے کہتے ہیں قمری طوق لقب +
بڑے شوق وصال میں چھوٹا وطن تری کوچہ میں آئے تو پہنا کفن
تجھے جانا تو کب ہوا چلین امن تیرا کشتہ بنا ہو زندہ یہ کب +
ترا عاشق زار تو اہلِ جفا غم ہجر میں ہائے وہ مر ہی گیا +
لب ناز سے سنکے وہ قم کی صدا وہیں جی اُٹھیگا دم عیسےٰ لب
کروں کیونکہ جور کا تیرے گلہ کبھی پردہ اُٹھا کے نہ ہم سے ملا
اسی غم میں تو کام تمام رہا کہوں کس سے فراق کا رنج و تعب
ترے آنے سے لب عیسےٰ دم ترے کشتۂ ناز کا ٹھیر لگا دم
ترے جانے سے دم یہ عدم کو چلا ترے جانے سے اُٹھیگا جشن و طرب
کوئی کہتا ہے ہائے یہ مر ہی گیا کوئی کہتا ہے ہائے یہ جل ہی گیا

ترے کوچہ میں ہیں عبث اہل جفا بھی بیٹھے ہیں نالہ شور و شغب
ترے کوچۂ ناز کا کشتہ ہوں میں تری زلف پیارہ کا رشتہ ہوں میں مجھے تاب
لگی آگ تو جان برشتہ ہوں میں فراق کی یہ نہیں اب
مجھے کہتے ہیں گلرخ و بوئے سمن تو ہیں بلبل زار ہوں نعرہ زن
تجھے کہتے ہیں شیریں تو میں کہتا ہوں سخن کہ یہ ہے عیسےٰ لب

مجھے بادۂ شوق کا جام پلا مجھے فیض
نواب ساقیا یہ ضامن علی یہ گدا

ردیف تائے فوقانی

کیا دیکھ پروانۂ دل زار کی ہمت
غالب ہے شمع دل بیزار کی ہمت

پڑ گو ہر مرجاں سے کیا کرتے ہیں دامن
دیکھیو یہ مرے دیدۂ خونبار کی ہمت

دیکھیں نہ کبھی حور کو جنت میں مری جاں
یا تنگ ہے ترے طالبِ دیدار کی ہمت

بے میرے بلائے مرے گھر آپ وہ آئے
عالی ہے یہ اُس عالی مقدار کی ہمت

عالم کو کیا مست خراباتِ مے ناز
مصروف ہے یہ ساقی سرشار کی ہمت

ہے دلمیں تمنا کہ بیاں کیجئے کچھ حال
قاصر ہے وہاں دوستو گفتار کی ہمت

وہ کشتۂ بیجاں کے تئیں دم میں جلاتے
ہے رشکِ مسیحا تری رفتار کی ہمت

صحرا میں تری مجنوں کی پابوس کو آئے
اے آبلہ پا دیکھی طلبگار کی ہمت

عاشق کو غمِ ہجر سے اک دم میں چھڑایا
کیا کہئے کہ کیا ہے تری تلوار کی ہمت

در پر ہے یہاں عشق کے نقطہ میں سب عالم
جاذب ہے ترے نقطہ کا پرکار کی ہمت

ہر زخم جگر پر مرے زنگار چھڑک دو
اے یار روا گر ہے تمہیں کچھ بیمار کی ہمت

اب سینہ و دل میں مرے بازو میں کمر میں
ہو جاوے خدا حیدرِ کرار کی ہمت

ضامن رخِ دل پر ترے پردہ ہے خودی کا
اُٹھ جائے اگر صرف ہو اُس یار کی ہمت

یا خدا اُسکے قدموں پہ مبارک ہو بسنت
ساقیا بادۂ گلگوں پہ مبارک ہو بسنت

چمپئی رنگ خط سبز و بسنتی جوڑے
یا الٰہی ترے بندوں پہ مبارک ہو بسنت

سرو قد سیمبر و غنچہ دہن سیب ذقن
موجِ حسن در لکنوں پہ مبارک ہو بسنت

آج لیلےٰ نے پہنایا ہے بسنتی جوڑا
وادیٔ نجد میں مجنوں پہ مبارک ہو بسنت

سرو شمشاد پہ قمری پہ یہ بلبل پہ بہار
اور دلِ لالۂ پرخوں پہ مبارک ہو بسنت

اے میرے حضرتِ مخدوم علی احمد صابر
اس مرے **ضامن** محزوں پہ مبارک ہو بسنت

ابتو مستی چھوڑ دے تو اے دلِ بیمار مست
تیری مستی سے ہوا ہوں میں قلندر وار مست

مستی بادہ انا الحق جوش زن ہو اسقدر
خاک مست و باد مست و آب مست و نار مست

مست چشمِ یار کی ہم پر پڑی جب سے نگاہ
خوار پھرتا ہوں جہاں میں دربدر سو بار مست

مستی وحدت کی مے سے اور شرابِ شوق سے
خاک و باد و آب و آتش ہو گئی ہر چہار مست

مست بالکل میں نہیں ہوں سب کی ہے مجکو خبر
تیری مستی نے کیا ہے پر مجھے لاچار مست

نکہت کو نین سے ہم کام کچھ رکھتے نہیں
اُسکے جلوہ نے کیا ہے عاشقِ دیدار مست

شوقِ دیدارِ صنم میں بیخودی یا تاب عشق
اب ارنی کہہ رہا ہوں پاس ہیں بازار مست
گاہ بیخود ہجر میں ہوں گاہ ہوں وصل میں
[illegible]
اک قطرہ میں تو نہیں ہیں عشق میں
شمس تبریز و جنید و شبلی و عطار مست
دل کسے پامال کتنے اور مردی جو اٹھے
اے مسیحا ہی عجب تیری آنکھ و دیدار مست
جب ساقی نے پلایا جام وحدت کا جب
حشر تک **ضامن** رہیگا بیخود و سرشار مست

ردیف ث

معلوم نہیں خفگی دلدار کا باعث
بے جرم و خطا تیغِ قضا کا رُکا باعث
جاؤں نہ کبھی کوچۂ دلدار میں ہر گز
لیجائے ہے مجھکو عشقِ دلِ زار کا باعث
اقرار کیا تھا شبِ وصل میں تم نے
ظاہر ہوا ہمکو یہ انکار کا باعث

اقرار تو کیا تہا شب وصل میں تم سے
چاہے جسے بلجاوے وہ خود کام ستمگر
سوئے کیطرح گر گئے بیہوش ہوے سب
انداز نئے چال نئی ناز نئے ہیں
سب حال بیاں اوسنے کر و لپناغرور

ظاہر نہوا ہمکو یہ انکار کا باعث
موجب ہوئے زنار نہ تسبیح کا باعث
اے یار یہ ہے جلوۂ دیدار کا باعث
یہ سب ہے بیاں حسن کے اظہار کا باعث
بے پردہ اگر ہو کوئی گفتار کا باعث

معشوق کا کہنا جو نمانے کوئی ضامن
ہے یہ بھی تو ایک خفگی دلدار کا باعث

تو مجھسے خفا ہے کیا باعث
میرے کہنے کو دوستو وہ شوخ
باہمہ چند جور و ظلم و ستم
کاشش غم سے اب میرا سینہ
دام کاکل میں تیرے او صیاد
یار اغیار کا ہے مونس غیر

سچ بتا اسمیں ہے کیا باعث
کیوں نہیں مانتا ہے کیا باعث
دل ہتیں چاہتا ہے کیا باعث
شق ہوا ہے یا خدا کیا باعث
مرغ دل جا پہنسا ہے کیا باعث
پر تو ہے جدا ہے کیا باعث

عین رندی و عیش میں ضامن
ہو گیا پارسا ہے کیا باعث

کوچۂ جاناں میں یار وا تو جانا ہی عبث
صبر کرا ہے دل گھبرا دیکھ تو انجام صبر
مثل گل دنیا میں ہم آئے گئے جوں مثل گل
قید میں صیاد کے ہم آ پہنسے افسوس ہے
زلف سنبل بار کو ہر دم سنوارے ہے صبا
جو کہ کشتہ ہیں تیرے تغافل کے صنم
چاہیے عاشق کو خاک کوے جانا ہوئے ہے
اسپ دریائی کیطرح اشکوں میں میں دال
جل گیا اے شمع تجھپر شوق دلسے جان نثار
ہے مگر منظر نظارہ رقیبوں پر تمہیں

عشق میں اس بیوفا کی غم بھی کہانا ہی عبث
یار بلجاویگا از خود غل مچانا ہے عبث
دولت دنیا کا باطل کارخانہ ہے عبث
مرغ دل قید ستم میں آب و دانہ ہے عبث
کاکل مشکیں کو اے منطلا شانہ ہے عبث
اونکو جینا ہے عبث اور زہر کہانا ہے عبث
جو گیا کوچہ میں اوسکے پھر کے آنا ہے عبث
آہ کا اسکو عزیز و نا ز پانا ہے عبث
پر تو پروانہ پر آنسو بہانا ہے عبث
چاہیے جانا وہاں ہمکو سنانا ہے عبث

نوحہ ایا اپنی کشتہ کے جنازہ پر بھی عبث
بعد مدت اس کے مرقد پر جانا ہے عبث
رفتہ عاشق کو تسکے پہ گیسو ہے بس
روضۂ و گنبد کلس اور شامیانہ ہے عبث
طائر جاں اوڑ گئی قید دو عالم چھوڑ کر
مرغ لاہوتی کو ضامن آب و دانہ ہے عبث

ردیف جیم

انکھڑی مغل کی چڑی اوس بت کے دوار ہے آج
مرغ دل بازی لگی طائر پرواز ہے آج

دل میرا قید ہوا زلف میں سی کافر
ابرو پیوستہ کو ہوا اشتر زنار ہے آج
جذبۂ دل ہے کہ گھر اوس کے تن پوشاک ہے آج
یا کبھی تھا تلے سلجھ گیا کہ ابر و خمدار ہے آج
ہائے وہ بار ہوا عاشق کو شہید الفت
لانہ جھاکا پہ مقام کیا ہے آج
دوست اسکو تو میں جنت بھی جہنم ہیں
ضامن تیغ ابرو کا بت اکا شکار ہے آج

ایسے انداز سے اور ناز سے ست پیر اوٹھا | دل ملے جائیں گے چند آنکی رفتار سے آج
جذبۂ عشق اوسے پردہ سے باہر لایا | جا کہو بار کسی طالبِ دیدار سے آج
کشتۂ تیغ جفا او بتِ کافر ہوں میں | کان عیسیٰ نے ہی پکڑا ترے بیمار سے آج
دانۂ دل کو تری زلف سے ہے رشتۂ وصل | ربط پیدا یہ ہوا رشتۂ زنار سے آج

وصل کے دن مجھے کیوں چین نہیں اے **ضامن**
جاکے پوچھیں گے کسی صاحبِ اسرار سے آج

ہم نہ آئیں گے اگر آنے سے یار کو رنج | گو کہ فرقت میں رہے مجھ سے دلِ انگار کو رنج
جل گیا طور رہوئے موسیٰ و ہاروں بیہوش | یعنے ہوتا ہے سدا طالبِ دیدار کو رنج
مار ڈالے وہ ہمیں ذبح کرے تیغ سے گر | ہو نہ اوس یار کے باروئے طرحدار کو رنج
رنج و غم ہجر میں مجھپر جو گذرتا ہے سدا | کب گذرتا ہے عزیزو وہ کسی یار کو رنج
خط لکھے ہمنے بہت پر نہ لکھا اُسنے جواب | رہ نوردی سے ہے پیک سبکسار کو رنج
رنج لاکھوں ہوئے گو تم پہ کروڑوں صدمہ | یا خدا ہو نہ مگر اُس بتِ عیار کو رنج
کوہکن کے جو لگا سر میں دہن کا تیشہ | خون عاشق سے ہوا دامنِ کہسار کو رنج
معدنِ رنج ہوا ایسا کہ مرے رنج سے ہائے | دشتِ غربت میں بھی ہو پانو سے ہر خار کو رنج

کیوں عبث کیجیے اُس یار کا شکوہ **ضامن**
عشق میں ہوتا ہے عاشقِ غمخوار کو رنج

جس گنج ہاتھ نہ آئے تو کچھ نہ لائے رنج | سو گنج رنج کا ہے گنج صد بلائے رنج
دولتِ گنج کو دیکھو تو رنج ہوتا ہے | قسم خدائی ہے کیا کیا نہ یہ دکھائے رنج
خوشی کی باتیں کرو اور خوشی رہو بے رنج | عزیزو جانو اُسے دل سے جو مٹائے رنج
یہ رنج شغل قضا ہے کہ مار ڈالے ہے | زمیں کے نیچے شجاعوں کو یہ تو لائے رنج
رنج اس لیے ترش ہے اسمیں بھی ہے رنج | برنج خود بھی ہوتے ہیں مبتلائے رنج
ذرا سی بات میں رنجیدہ جو کہ ہو جاؤ | تو سمجھا تو اُس سے بھی تم وہ بھی تو ہیں مبتلائے رنج

مٹا دے دفتر دل سے تو رنج کو **ضامن**
بہت سے دنیا میں تو تونے ہیں اوٹھائے رنج

الردیف الحاء حطی

اور ہے ملے اور ہجاں کی عزیز و وصلاح
ہے ابکی ہی کو دیکھو ہمیں بیماری کی اوصلاح
اپنی تدبیر اور صلاح نہ بار کام آتی نہیں
جو بھی ہو وہ صلاح دلدار کی جو ہو صلاح
بیکس ہو کو عاشق کا نہیں
جان کا رکھنا بچانا کام ہے اوصلاح
عاشق ہو داو ہے اے عاشق تو لے اوصلاح
مانو بس اپنی ہمیں صلاح و شورات
کام سب اپنے ہوئے اس سفر او وصلاح
جو ہو تدبیر اللہ کی نصیحت پر کی صنم
عاشق جانباز کو بندہ و لازم اوصلاح
کار دنیا ہے لازم
جاہ دنیا سے فقیر دل کے سکتا
اہل دنیا خوب جانیں اسکی تدبیر و صلاح
طور پر موسیٰ گئے اور طور ہی پر ہیں
بے ہمنند ہو دل ضامن تو ہے یار و صلاح

الردیف الخاء

گل کھلا ہے اصبا و زمیں گل کی شاخ
غنچہ دل تنگ ہے بلبل کو نہیں ہے اتا فرخ
بام پر آیا تو روشن کر دیا اوسنے جہاں
جیطرح خورشید سے ہو جلوہ فروزہ شاخ
ظالم سنگ کی بالو ہو عاشق
پنہاں

کاکل بلدار پر میں پیچ کہا کر رہ گیا
پیچ بر پیچ جوں کھاکر خشک ہوا آہو کا شاخ

کھینچ لایا آج اپنا جذبہ دل شوخ کو
دشمنوں کے موںھ پہ صد ہا تف ہزاروں آخ آخ

کب کسی کی بات ہم سنتی ہیں لگی کان سے
یار کی باتوں سے بر ہی اپنے کانوں کا صماخ

دفتر وحدت ہے ضامن صفحہ خاطر ترا +
لوح دل سے ہو گیا صرف دوئی کا انتساخ

ردیف دال

کیا کیا نہیں مجھپہ کرتے بیداد
اللہ ہی سے ہے بتوں کی فریاد

قد کو تیرے لے قامت قیامت
شمشاد کہوں کہ سرو آزاد

میں سامنے تیرے دست بستہ
خوباں کا مگر تو ہی ہے اُستاد

آنکھوں میں ہی جو نور تیری دم سے
ہے خانۂ دل تجھے سے آباد +

تو غمزہ نواز فتنہ زا ہے
ہے ناز و ادا کی تو ہی بنیاد

یہ چرخ کہن ہے پیر دیریں
صد ہا اُسکو داؤ گہات ہیں یاد

اے ظلم شعار آفت جاں +
اس فن میں ترا ہے کون اُستاد

شیریں تری غم میں کہاوے تیشہ
ادنی تیرا کوہکن ہے فرہاد

وہ سخت ہے سنگدل ترا دل
ہے سامنے جسکے موم فولاد

او چرخ بخیل مردم آزار
کیا کیا ترے داؤ گہات ہیں یاد

کیا جور و قصور کس کی جنت
تم بن مرا دل کبھی نہ شاد

قدموں سے نہیں اُٹھاؤنگا سر
جو چاہے گا کیجیے گا ارشاد

رگ رگ میں جنوں ہے وحشیوں کے
کیا فصد سے فائدہ ہے فصاد

جینا ہو محال ایک دم بھی +
چھوڑے مجھے دام سے جو صیاد

کعبہ میں بتوں کو یوں بٹھانا
واہ حضرت دل تمہارے ایجاد

اشعار سنائے خوب تم کو
ضامن کے سخن کی دیجیے داد

دل میں لگا ہوا ہی تیر نگاہ سرد
یوں سر ہے خود بخود مرے سینہ سے آہ سرد

ان سرد مہریوں میں تمہاری تو واہ تو
کردی خدا نے دل سے مرے حب جاہ سرد

کیا گرم جو سینوں میں ہی طبع رسا مری
مضموں بھی دل سے ہی گئے گرم و گاہ سرد

ایک بوسہ وقت نزع ہے لے یار دیجیے
تازہ رہے مشام ہمارا یہ جاہ سرد

خالی نہیں اثر سے مرا ایک سانس بھی
گو دل سے آہ گرم نکلتی ہے گاہ سرد

جو نیکنام ہو گئے ہیں زندہ دل
اُن کے مزار سرد ہیں اور خانقاہ سرد

ضامن کی یہ دعا ہے طفیل نبی علی
میرے بھی دل کو حشر میں رکھنا اللہ سرد

چلا رہے ہیں مری ہو گئیں ناتواں صیاد
لبوں پہ دم ہے مرا ہو نہ نیم جاں صیاد

کیا ہے تیغ نے کس کو جدا کیے رواں صیاد
مٹے نہ ہیں کا ہیرے تو اب گماں صیاد

نہ بانی چھوڑ دے تو کوئی صید کا نشاں صیاد
مرا ایک مرغ ہے کہتا ہے الاماں صیاد

یہ مرغ دل نہ اٹھا دام میں ترے
ہے لا مکاں بسا اسکا آشیاں صیاد

نہ توڑ تو ہے بچے تو بال و پر یا نہ
بتر ہے ہو روستم ہے یہ بے زباں صیاد

نہیں ہی چونچ میں بلبل کے شاخ سنبل کے
پھڑک کے توڑ لئے مرغ دل نے بال و پر
نکل چکا ہے لہو پھیر مت گلے پہ چھری
نگاہ تیز نے بس کر دیا ہے کام تمام
شب وصال میں مرغ سحر کا کھٹکا ہے
ہمارا طائر دل کرکے دام زلف میں قید
قفس میں بند نکر ذبح کر میرے قاتل

ہی اسکے دلسے اوڑا آہ کا دہواں صیاد
نہ ایکدم بھی ہوا اسکا پاسباں صیاد
ہوا ہے رنگ ہزار رنگ زعفراں صیاد
اٹھا نہ ہاتھ میں اپنے ہی تو کماں صیاد
ابھی کاٹ لے اسکی کوئی زباں صیاد
لئے پھریگا ہمیشہ کہاں کہاں صیاد
چھڑا دے قید سے ہستی کے مہرباں صیاد

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسماں صیاد

احد سے کون بن آیا ہے احمد محمد ہے محمد ہے محمد
تحیات درود و رحمت حق اسلام اللہ روح محمد
مقدس مرات نور الٰہی عجب محبوب ذات بارگاہ ہی
مشرف صاحب لولاک ہے وہ لبیدا نور کل افلاک وہ ہے
بروز حشر ان سے ہیں ہوں بجھا و قہر کی آتش کو لت
تو مسجود ملایک شکل آدم ہماں نور محمد ابن آدم
یہ ملک و جہاں ہی اسپہ قرباں وہ پیارا خاص ہی محبوب سبحاں
بہر رنگ و بہر شکل و بہر گل یہ اسکی نور کا جلوہ ہے بالکل
بسجدہ او معظم گشت بطوف او مشرف گشت قبلہ
ہزاروں معجزہ نادر دکھائے محمد نے بہت مردہ جلائے
وہی ہی مالک ملک الٰہی حقیقت میں وہی ہے قبلہ گاہی
کشیدہ برخ مصحف جو گیسو دل مشتاق ابہ بستہ سے
کہا جبرئیل کو مسجد میں الکن پس پردہ وہاں ہے کون سا کر
کہا جبرئیل نے آگے ای واجبے کیوں بھیجیں پھرا یا
کہلا جب عائشہ پر سر مکنوں رسول اللہ تمکو کیا کہو نہیں
کہا حضرت نے عائشہ سے خوش ہو میرا ایمان کامل ہو گیا

بشکل بشری آن نور سرمد ہے محمد ہی محمد ہی محمد
ازل سے تا ابد بر آل محمد ہے محمد ہے محمد
وہ جانان خدا جان محمد ہے محمد ہے محمد
وہ موصوف صفات حق ہے بید محمد ہی محمد ہی محمد
بتائید شفاعت ہے موید محمد ہے محمد ہے محمد
ہموں نوریہ لطفی و یثرب آمد محمد ہی محمد ہے محمد
خدا خواہد ضیای و مخلد محمد ہی محمد ہے محمد
ہویدا ہی یہ کس کا خال او رخد محمد ہے محمد ہے محمد
بہ بوسہ و معزز سنگ اسود محمد ہے محمد ہے محمد
یہ کس نے کر دیے ہیں دین سب رد محمد ہے محمد ہے محمد
شفیع الامت عاصی کہ آمد محمد ہی محمد ہے محمد
کدام آنکس کہ دارد مد و یں شد محمد ہے محمد ہی محمد
وہاں ہو وے ای اصد و ریاں ہی احمد محمد ہی محمد ہی محمد
سوای ذات اقدس آنکہ باشد محمد ہی محمد ہے محمد
خدا تمکو کہو نگی یا محمد محمد ہے محمد ہے محمد
عزیزو اسکو تم جانو موکہ محمد ہے محمد ہے محمد

[illegible]

دیوان ضامن

اگر طالب ہو تم قرب الٰہی [illegible]
طریق احمدی کے ہو معتقد [illegible]
[illegible]

ردیف ذال

لکھو نہیں اپنا جگر سوز لا کے کاغذ
عزیزو کوئی سبزی منگا کے کاغذ

ہر ایک حرف مرے خط کا دامِ الفت ہے
جدا جدا اُسے قاصد سنائے کاغذ

جو تیرے خط کے سُنانے سے نامہ بر ہو رنج
کسی چلے کو بلوا کے پڑھوائے کاغذ

غمِ فراق کو یارو جو اپنے کیجئے رقم
ہزاروں دفترِ غم کے بنائے کاغذ

گنہ کی سیاہی ہے اعمال ہیں میرے سیاہ
تو اپنے فضل سے یارب چھپائے کاغذ

ہوا ہے خط میرا اشکوں سے تر بوقتِ رقم
دلا یہ دفترِ غم ہے بہائے کاغذ

لکھا کے نقش کوئی بھیج کاغذ مشک و گلاب
صنم کو شیرِ وصل میں پلائے کاغذ

لکھے وہ کونسے خط ہیں تمہیں غلامی ہیں
ابھی منگا کے ہمیں وہ دکھائے کاغذ

کسی کے ہاتھ نہ آجائے رازِ دل ضامن
حرفِ بد کی نظر سے بچائے کاغذ

الردیف الرائے مہملہ

یوں لشکرِ غم ہے دلِ پُر رنج کے اوپر
جوں پیل و اسپ پیادہ ہوں شطرنج کے اوپر

ہیں عارضِ سیمیں پہ تیرے کاکلِ پرخم
یا بیٹھے ہیں دو مارِ سیہ گنج کے اوپر

یوں رنج نمایاں ہے ترے سبز دوشالہ
گویا کہ ہرے برگ ہیں نارنج کے اوپر

تعریف تیری آئے نہ میزان بیاں میں
مشکل ہے یہ مضمون سخن سنج کے اوپر

اس عمرِ عجائب دُرِ نایاب کو ضامن
کیوں کھوئے دُنیا کی شش و پنج کے اوپر

نیم بسمل وہ گئے عاشقِ بیمار کو چھوڑ
شورِ محشر کے لئے غم میں گرفتار کو چھوڑ

ہمیں کونین سے مطلب نہیں کچھ تیرے سوا
بیٹھے کوچہ میں تیرے تسبیح زنار کو چھوڑ

نیم جاں تڑپے ہے کشتہ ترا او اہلِ ستم
ہاتھ سے اپنے نہ قاتل ابھی تلوار کو چھوڑ

دیکھ مخمور تیرے چشمِ سیہ مستوں کو
محتسب تیری گلی میں گئے دستار کو چھوڑ

وعدۂ وصلِ وفا کون سے دن ہوگا ہائے
عمر گذری ہے مری اب تو اس انکار کو چھوڑ

کوئی جاناں تو ہوا ہی مجھے فردوس سے خوش
اب کہیں جاؤں ہوں میں کوچۂ دلدار کو چھوڑ

ہاتھ پاؤں ہیں جدا سر بھی کسی کا ہے جدا
نیم جاں کر کے وہ قاتل گیا وہ چار کو چھوڑ

تم بھی کھاؤ ہوا جاؤ یہاں سے اُڑ جاؤ
گل گیا باغ سے لے بلبل اب خار کو چھوڑ

تیری اُلفت میں تو ضامن کو جہاں نے چھوڑا

آرام ملا کشتۂ خنجر تہِ خنجر
چمکا کے ذرا مستا ہمیں شمشیر سے قاتل
ہم دیکھتے ہیں جلوۂ خنجر تہِ خنجر
قسمت سے ملا بادۂ خنجر تہِ خنجر
قاتل کو کب اتنے سے ہم دیکھنے دیتا ہیں

طاقت نہیں بازو میں یا کند ہو گئی دھار
یا حلق مرا ہو گیا پتھر تہِ خنجر
خوں ہو کے مرا دل صفِ مژگاں میں ہے ٹھیرا
اس دل کا ہوا اب تو ہی بستر تہِ خنجر
ہر زخم میں کہتا ہوں کہ رحمت ہے خدا کی
ہم سا ہے کوئی یہاں دلاور تہِ خنجر
کیا لطف و مزا پاتے ہیں عاشق تہِ قاتل
گردن جو کٹا لیتے ہیں اکثر تہِ خنجر
بسمل کو تڑپنے نہیں دیتا ہے وہ قاتل
ہے آتشِ الفت مرے اندر تہِ خنجر
فرقت کی مصیبت سے چھڑا دے مجھے قاتل
ہو جائے ادا شکر ہے بہتر تہِ خنجر
تڑپے کوئی لوٹے ہے کوئی بیتاب کوئی ہے
جاں باز ہیں اکثر ترے در پر تہِ خنجر
میں اُف نہیں کرتا ہوں کٹا لیتا ہوں سر کو
قاتل وہ مرا کون ہے ہمسر تہِ خنجر

گر قتل کی ٹھیری تو دکھا دے رُخِ زیبا
ضامن یہ پڑا تڑپے ہے کافر تہِ خنجر

جو نظر آتا نہیں تھا اب وہی آیا نظر
چشمِ حق بیں تو نے حق پایا نظر
آفتابِ نورِ حق گو ہے عیاں ہم ہی عیاں
اُس رُخِ روشن کا ہمکو آ رہا سایہ نظر
غیرِ حق مت دیکھنا اے چشمِ حق بیں دیکھنا
ہم نے کیا کیا کس طرح سے تمکو سمجھایا نظر
باغِ دنیا میں کسی گل کا نہیں ہے قیام
جسکو دیکھا آ رہا ہم کو وہ کملایا نظر

خاک نے وہ پایا رتبہ خاکساری سے
فرش سے آتا ہے **ضامن** عرش کا پایہ نظر

ہمکو مقتل گاہ میں جاناں کے جانا ہے ضرور
تیغ سے اُس دلربا کے سر کٹانا ہے ضرور
میں کیا کرتا ہوں سجدہ سنگِ دہلی پر تیرے
کیونکہ یہ خانہ خدا کا آستانہ ہے ضرور
سبز رنگت پر تمہارے دل مرا مایل ہوا
اب ہلاہل مجکو پینا زہر کھانا ہے ضرور
دل لئے جاتا ہے کھینچے کوئے جاناں ہیں مجھے
جذبۂ حسنِ بُتاں اب ہمکو مانا ہے ضرور
جان دوں اور دل بھی دوں منت کروں
آج دلبر کو مجھے گھر اپنے لانا ہے ضرور
ذبح تم کرتے نہیں اور قید کر چھوڑا مجھے
کوئی دم کا اور اپنا آب و دانہ ہے ضرور
گم ہوا ہے گوہرِ دل کوئے جاناں میں اگر
چھانئے وہاں کی مٹی کو اُسکو پانا ہے ضرور
ہمکو کیا مطلب کسی سے ہم دیوانہ ہیں تیرے
گو بُری خلقت ہے اور اُلٹا زمانہ ہے ضرور
جان و دل اسلام و دیں سب تیری خاطر ہو چکا
ضامن مسکین کو اب تو منہ لگانا ہے ضرور

الردیف الزائے المعجمہ

[illegible]

دل لگانے وہ نہیں ... [illegible] پر ہرگز
جو کہیں خاک نشیں تارکِ دنیا ہیں ... [illegible]
پانو رکھتے نہیں تختِ شہاں پر ہرگز
ہو گیا سینہ سنگ ... [illegible]
دیکھ رکھنا نہ ابھی تیر کماں پر ہرگز
صنعتِ خاص خدا ... [illegible]
عیب جوئی نہ کرو ... [illegible]
واہ واہ جذبۂ الفت یہ بنا ... [illegible]
پہنچ چھوڑتا نہ کبھی ہم کو مکاں پر ہرگز

دولت حسن و کمالات یہ سب فانی ہیں
تو غرور اتنا نہ کر عمر رواں پر ہرگز

ضامن اسرار ولایت کا بیاں کیجے کیا
وہ تو موقوف نہیں شرح و بیان پر ہرگز

کیا سبب ہے کہ وہ آیا نہیں گلفام ہنوز
وعدہ کرتا ہے ولے ہر صبح و شام ہنوز

الفت یار میں جبتک نہ ہو بدنام کوئی
عشق اسکا بخدا خام ہے بس خام ہنوز

مرغ دل بند کیے سیکڑوں صیاد نے پر
زلف پیچاں کا لپٹا ہی نہیں دام ہنوز

گل لالہ یہ مزار دل سوزاں پہ ہے کیوں
کیا تہ خاک بھی دیتی نہیں آرام ہنوز

کر جو بیٹھا کہیں دعوی تری ہمچشمی کا
اسلیے ٹوٹتا ہی سنگ سے بادام ہنوز

دل بہا اور عناصر کا قلعہ ٹوٹ گیا
آہ دل پر نظر آیا نہ لب بام ہنوز

رات دن یار تری حسن کی سرکار سے چرخ
بھیک مانگے ہی مہ و خور کا لیے جام ہنوز

آجکل ترے عاشق تو اوڑائیں لذت
ہائے حسرت دل ضامن رہی ناکام ہنوز

گر ہی خیال ورتو ہمراز رکھ پرہیز
ہمراز ہو نہیں آپکا تو باز رکھ پرہیز

پرہیزگار آپ ہیں معلوم ہے ہمیں
اے شیوۂ پرہیز ندم باز رکھ پرہیز

بیجرم قتل کر نہ کسی کو خدا سے ڈر
جور و ستم سے او بت باز رکھ پرہیز

مردے جلائے آپنے لے عیسیٰ زماں
کشتہ سے تو نہ صاحب اعجاز رکھ پرہیز

وعدہ کیا وفا نہ کیا شب گذر گئی
دم دیکے ہمکو او بت دمباز رکھ پرہیز

وہ بیوفا کسی کا ہوا آشنا نہیں
اس بیوفا سے اے دل ناساز رکھ پرہیز

اے اشک سر خزانۂ ضامن کا فاش کر
اب برملا تو گریۂ اعجاز رکھ پرہیز

ردیف سین

نہ جا یار تو اور کسی بوالہوس کے پاس
برنگ بلبل و گل بیٹھ خوش قفس کے پاس

وہ مثل بوی گل تر کہاں گیا نہ ملا
ہمارے پہلو سے دل چندروز لیکے پاس

ہمارے قرب سے پرہیز گلبدن ہے کیوں
کہ گل بھی رہتا ہے گلفام خار و خس کے پاس

لبوں پہ آہ و فغاں دلمیں بس نالہ و شوق
جرس ہی مادم بجے ہے یہ اک جرس کے پاس

نہ مل تو غیر سے اے گل تو ہے عمل ہے
کسی نے دیکھا نہ پروانہ خوش نفس کے پاس
برنگ بلبل غم افزا ہوں اسیر ہیں بس کے پاس
مگر وہ گل رخ زیبا جو بیٹھے بس کے پاس
پھنسے ضدی کو صیاد نے ہمیں گرفتار
قفس بھی رکھتا نہیں صید کا قفس کے پاس
قفس جو ٹوٹے طائر جاں کا تو جا پہنچوں
ہمارے گنبد پر نور کے کلس کے پاس
مراد ضامن مسکیں کی یا علی ملجائے
اب آکے پہنچی ہے فریاد دادرس کے پاس

دیوان ضامن

جنکو ڈھونڈھ لیے بار سو سو کوس
ہوا پیادہ وہ سوار سوار سو سو کوس
منزل عنقا ہے وہ چھپا نہ ملا
ڈھونڈھ بیٹھے ہزار سو سو کوس
اسکے کوچہ سے بیٹھے ہوئے صبا
میرا پھینکا غبار سو سو کوس
لوہے سے گل کی طرح نہاں ہے
ہمہ گرانراں وہ بار سو سو کوس
ہے یہ وادی عشق دیکھ کر چل
پا بجا ہیں یہ خار سو سو کوس

چشم آہوئے صید افگن نے +
گیا پہلو سے برق کی مانند
نہ بچا تیرے دام سے صیاد
کہہ چکا تھک گیا تو بیٹھ رہا
ہمرکاب اُسکے پیادہ پا نہ چلے
کل سفر پیش اور دمادم کوچ

اب نہ چھوٹا شکار سو سو کوس
دل میرا بیقرار سو سو کوس
مرغ دل ہوشیار سو سو کوس
رب ارنی پکار سو سو کوس
جو نظر جا سوار سو سو کوس
بجتے ہیں بیشمار سو سو کوس

ضامن اُسکا پتہ کہیں نہ ملا
ہمنے ڈھونڈا وہ یار سو سو کوس

جو صید کش کو ہوئی دام اور قفس کی ہوس
کسیکو ناقہ لیلے کی ہے جرس کی ہوس
مثال عاشق پروانہ شمع رو پر جل +
ہمیں ہے پاس تعشق جمال یار کا شوق
جو عشق باز ہے صادق تو جاں دے پہلے
بنی دلی تو یہ کہتے تھے ما عرفناک +
تمہارے عشق میں شیدا کو وہ جنون ہوا
ہوا ہے تخت سلیمان خاک کا میرے
وہ شاہ حسن دکھاتا نہیں جمال کبھو
کلس ہے گنبد گردوں پہ مہر و ماہ کا کیوں
کہاں ہے تخت سلیماں سکندر و دارا
ہمیں تو فقط اِک آپ کی ہے یار غرض

تو مرغ دلکو میرے ہے تمہارے بس کی ہوس
ہمیں ہے یار کے انداز خوش نفس کی ہوس
نہ بچیا صفت طیر رکھہ مگس کی ہوس
نجس کو ہوتی ہے دلدار سے نجس کی ہوس
مقام عشق میں باطل ہے بوالہوس کی ہوس
نہ پوری دیکھی کسیکی بھی ستر س کی ہوس
ہوئی ہے چمنے کی اب اُسکو خار و خس کی ہوس
نہ ہمکو قتل کی خواہش نہ کچھ فرس کی ہوس
جو شوق لاکھہ برس کا ہو سو برس کی ہوس
تمہارے حجلۂ زیبا کی ہے کلس کی ہوس
مقام فانی ہے دنیا نہ کر عبث کی ہوس
نہ سو ہزار سے مطلب نہ پانچ دس کی ہوس

تمہارے قدموں پہ ضامن کے جان نکلجائے
ہے ہائے ناز کی آنکھوں سے ہمکو مس کی ہوس

گر یار تک ہو دسترس اللہ بس باقی ہوس
کچھ چل نہیں سکتی کا بس ٹوٹیگا جب اے ہمنفس
تھا قیس لیلی پر فدا آخر انا لیلے کہا

کافی ہے بس اے بوالہوس اللہ بس باقی ہوس
یہ طائر جاں کا قفس اللہ بس باقی ہوس
اور رہتی یہی بانگ جرس اللہ بس باقی ہوس

تخت سلیماں ہے کہاں فانی ہے سارا جہاں [illegible]
اول فنا آخر فنا [illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] اللہ بس باقی ہوس

دیوان ضامن

[illegible] ضامن علی [illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] اللہ بس باقی ہوس
[illegible] بانگ جرس اللہ بس باقی ہوس

اُس گلبدن بن گل چمن آنکھوں میں ہو سب خار وخس — سب خار وخس سب خار وخس اللہ بس باقی ہوس
یہ حب دنیا ہی عبث کب تک کٹیگا پانچ برس — کیا پانچ دس کیا پانچ دس اللہ بس باقی ہوس
کل شی فانی ہالک فانی ہی سب مور و مگس — مور و مگس مور و مگس اللہ بس باقی ہوس
اے طائر جاں در قفس فریاد مت کر صبر کر — اے در قفس اے در قفس اللہ بس باقی ہوس
مجنوں سا بن میں پھر رہا تم چھوڑ دو دامن ترا — ای خار ای خار وخس اللہ بس باقی ہوس
اے مونس غم ہمنفس تو بھی گریزاں ہو چلا — اے ہمنفس اے ہمنفس اللہ بس باقی ہوس
فریاد ہے تم سے مری اے دادرس صابر علی — اے دادرس اے دادرس اللہ بس باقی ہوس
بس کام بھی آئیگا گر یاد حق ای ہمنفس — اے ہمنفس اے ہمنفس اللہ بس باقی ہوس

ضامن علی دادرس مخدوم فریادرس
فریادرس فریادرس اللہ بس باقی ہوس

آتے ہیں تیرے عاشق شیدا کو غش پہ غش — مجنوں کی طرح کشتۂ لیلی کو غش پہ غش
ست کھول فصد خون کے عوض میں آئینگے — مجھ ناتوان والہ و شیدا کو غش پہ غش
کچھ بھی خبر ہے آج ستمگر کہ کیا ہوا — تیری گلی میں عاشق شیدا کو غش پہ غش
اُس بے خبر طبیب نے سکتہ بتا دیا — فرقت میں آئے حیرت افزا کو غش پہ غش
اپنی خودی مٹا کے تو ایسا ہو بے خبر — جسطرح آئے طالب مولیٰ کو غش پہ غش
اے خواب فتنہ خیز وہ یوسف کدھر گیا — کھلتے ہی آنکھ آئے زلیخا کو غش پہ غش

کیونکر بچے گا عاشق بیمار ہجر میں
ہر دم جب آئیں ضامن کو غش پہ غش

الردیف الصاد مهمله

روئے تاباں دکھائے مخلص — میرے گھر میں تو آئے مخلص
دل کی حسرت نکال لو صاحب — تیغ بُراں لگائے مخلص
گالیاں دو نکال دو گھر سے — زہر فرقت پلائے مخلص
زخم پر زخم اور بھی تو لگا — خون میرا بہائے مخلص

اپنے ضامن کو جان کر مخلص
مخلصوں میں جتائے مخلص

آج محفل میں تری دیکھے ہیں ہم خاص خاص
ماہ تاباں گرد تیرے ہیں اختر خاص خاص
مطلع نور لا مکاں تھا جو شب معراج میں
مصطفیٰ تھا اس میں تھے پیغمبر خاص خاص
عشق کی منزل میں رہرو بو الہوس کا کام کیا
قطع کرتے ہیں وہاں اللہ اکبر خاص خاص
عام پیچھے سب رہیں مقبول ہیں خاصان حق
رتبۂ عالی کو پہنچے خاص اکثر خاص خاص
گوہر مقصود کو پہنچے ہیں کب دنیا پرست
عشق کے دریا میں ڈالیں لنگر خاص خاص

آسماں اپنی کمال تک تو پہنچا [illegible]
ہو نہیں سکتی کبھی [illegible] ناقص
[illegible] ضامن [illegible] ناقص
زندگی دنیا [illegible] ناقص

الردیف الضاد

ہم کو نہیں ہے [illegible] سے غرض
رکھتے ہیں [illegible] یار سے غرض
ہم کو فقط غرض ہے [illegible] دیدار سے غرض
وصل [illegible] یار [illegible] غرض

ٹانکے لگا کے زخم پہ مرہم لگائیگا
بڑھ جائے مرض عشق دوا ایسی دے طبیب

بسمل کو یار کے نہیں طوار سے غرض
رکھتا ہے یار بھی دل بیمار سے غرض

آب بقا سے کام نہ چشمۂ خضر سے
ضامن کو یار ہے ترے دیدار سے غرض

الردیف الطاء حطی

جسکو سمجھے تھے صحیح ہم اسکو اب پایا غلط
جب تجلی یار کی دیکھا نظر آیا غلط

دفتر موہوم ہستی کا سبق ہم پر کھلا
خود غلط مضمون غلط انشا غلط املا غلط

پہلے ہم کہتے تھے کہا ہوئینگے چند روز
ہم خودی اپنے میں آکر کھا گئے دھوکا غلط

جسنے دیکھا بر ملا روئے جمال ناز نیں
ہوگیا سودا مجازی زلف کا سودا غلط

سچ بتائے مولوی کس وہم نے گھیرا تجھے
عشق حوروں کے سمجھا عشق مولا کا غلط

آنکھ حق بیں کھول دے اور آنکھ خود بیں بند کر
دیکھ تو لب کیا صحیح ہے اور ہے کیا کیا غلط

مصحف روئے جمال یار ضامن ہی صحیح
وحی مازاغ البصر ہے اور سب جھگڑا غلط

الردیف الظاء

کمند یار کی زلفوں سے ہو دلا محفوظ
بلائے آفت جاں سے خدا رکھے محفوظ

صبا کھلائے چمن میں تو غنچۂ دل کو
خزاں کے صدمہ سے بلبل کا دل ہوا محفوظ

جو اسنے تیغ کو کھینچا تو سر جھکا اپنا
کہ مرگ ہجر کی آفت سے ہوگیا محفوظ

جو قتل گاہ میں آئے ہو کھینچ لو دامن
ہمارے خوں سے تو تیری رہے قبا محفوظ

ہزاروں شاہ نے آکر دیا ہے سر اپنا
تمہارے ذبح سے کیونکر رہے گلا محفوظ

نگاہ تیر سے بسمل گئے بہت مارے
سناں تمہاری سے کوئی نہیں رہا محفوظ

وہ آج تیغ ابرو سے کر رہا ہے قتل
بچا رہیگا کہاں تک تو لے دلا محفوظ

تمہاری کاکل پر شکن کو دیکھ لے زاہد
رہے نہ قید سے کوئی بھی پارسا محفوظ

بتوں کو عشق ہے ضامن پہ ناگہانی بلا
کہ ان کے جور سے ہم کو رکھے خدا محفوظ

الردیف العین

اہل رضا کو یار سے تکرار ہے منع
بسمل کو زیر تیغ کے انکار ہے منع

اتنی تیغ عشق کو تسلیم چاہئے
اول مرض کی دوا اول بیمار ہے منع

اتنا بھی کرے ایسی ہی ہے عشق کی
کو ان کے پیر اپنی بلا عیش لذت ہے منع

ہو ارجمال کا طالب دیدار ہے منع
جب یار سے ہو شوق لقا وصال دوست

کیا ہے رستہ اغیار ہے منع

ہاتو درون پردہ کا سودا ہے زلف یار
پردہ کی بات بر سر بازار ہے منع

کسطرح دیکھ لوں اسے جسکا ہو گذر
آنکھ بھی منع روزن دیوار ہے منع

نامہ میں کیا لکھوں میں کہوں حال کس سے کیا
واں گفتگو تو قاصد طرار ہے منع

عالم کو تم نے قتل کیا تیغ ناز سے
پر قتل مجھ غریب کا خونخوار ہے منع

حاصل جواب ہو نہ کسی بات کا وہاں
اقرار بھی منع ہے تو انکار بھی منع

وحدت کے میکدہ میں نہ زاہد کا ہوا گذر
ضامن وہاں تو جبہ و دستار ہی منع

ردیف عین

کافی ہیں پیرہن پوشش تن قیس ہای داغ
چھاتی سے نہ کیوں عشق میں کہوں لگای داغ
ہر چند ہمنے غم کے جو اپنے چھپائے داغ
دیکھے جو میرے سینہ پر داغ کی بہار +
میں سوز غم سے جلتا ہوں خورشید کی طرح
سو بار ہمکو ڈالا ہے نارِ جحیم میں
عریانی تن کا جنوں نہیں ہے ہمیں خیال
پھیلا دیا عدو کو نشانی کا شوخ نے
لالہ کی طرح داغ ازل دل میں لائے ہیں
لالہ میں ایک داغ مرے دلمیں داغ سو
کرتا ہے اپنا چاک گریباں جو گل مدام
دکھلایا ہمنے جو تن گل خوردہ باغ میں

رکھتا ہوں شکل ماہی دریا ـ قبائے داغ
ہے داغ دلکے واسطے دل ہی برائے داغ
چھپتے ہیں کب چھپائے سے جو ہمنے کھائے داغ
بلبل نے آکے آنکھوں میں میرے لگائے داغ
رکھتا ہوں سینہ میں دل سوزاں بجائے داغ
فرقت کا پر خدا نہ کسیکو دکھائے داغ
پہنائے ہیں جنوں نے ہمیں ہی قبائے داغ
کیا کیا نہ ہمنے رشک سے ہیں لیے کھائے داغ
کیا صانع قضا نے یہ میرے بنائے داغ
زخم الم ہیں سینہ پہ میرے سوائے داغ
شاید یہ کس کے عشق میں ہیں اُسنے کھائے داغ
طاؤس نے بھی شرم سے اپنے چھپائے داغ

روشن چراغ قبر میں سینہ پہ ہیں میرے
ضامن فراق یار میں تمنے جو کھائے داغ

ملتا نہیں ہے یار نہ کچھ یار کا سراغ
اک تھا رفیق پہلو میں وہ بھی گیا ہے چھوٹ
اک کام ایسا کیجئے کہ جس سے ملے یار وہ
مشکل تو یہ ہے جبکہ وہ ملتا ہے نازنین
گم گشتگان وادی حیرت کو ڈھونڈمت
ڈھونڈا اُسے تو آپکو جب ہم نے پا لیا

ڈھونڈا جہاں نہیں پایا نہ دلدار کا سراغ
ہمکو ملا نہ کچھ دلِ بیمار کا سراغ
ہمکو بتاؤ دوستو اُس یار کا سراغ
ملتا نہیں ہے طالب دیدار کا سراغ
ہاتھ آئیگا نہ صاحب اسرار کا سراغ
ہاتھ آگیا ہمیں تو یہ مکار کا سراغ

دل میں مقام یار ہے جوں بوی مغل گل
ضامن ملا ہے ہمکو یہ اب یار کا سراغ

ردیف فا

خدا نے بخشے ہیں وہ تیری ذات میں اوصاف
نظیر تیرا نہیں ہے زمین سے تا قاف
پری ہے مانا کہ یوسف ہی ہو خوبصورت ہے
مگر نہ بخشا اسے دیکھکر کسے انصاف
وہ شمع طور کی جلنے کو کرتا ہے ظاہر
پڑا ہے جدھر میں اسکے یہ نقرہ مو بات
محبت ہو گئی ہمکو بھی اس پری رو سے
پڑی جو ہمکو بھی دیکھی اب زمین صاف
جفا و جور و ستم جتنے چاہی اب کرلے

دیوان ضامن

خدا کے سامنے ہوگا مرا ترا انصاف
کسی جگہ بھی نہیں ہوتا ہمیں گزر دل
لکھا ہے قاصد کا ہو قصور معاف
روا نہیں کسی مذہب میں یہ عدل اور انصاف
یہ چار دن کی ہے فصل بہار بھی گلشن میں
فروغ حسن سے ... اے ضامن
اسکو صاف ... آئینہ انصاف

ردیف قاف

جو دل ہو صاف ...

بہت جہان میں ڈھونڈا نپایا ہمنے رفیق
خیال چشم بتاں میں میں رہتا ہوں سرشار
ہر ایک موج کو کہتے ہیں اُسکی موج فنا
مقام عشق میں شاہ و گدا برابر ہیں
یہ کار خیر ہے جلدی ضرور ہے اسمیں
ہوا خجل دُر دنداں سے تیرے دُر یتیم
عدو سے ہو گیا بے شبہ ہمکو وصل نصیب
مرا تو ہادی و مولا ہے احمد مختار

سوا خدا کے نہیں کوئی وقت پڑے پہ شفیق
کہ جیسے مست کوئی ہو کے پیوے جام رفیق
سنا ہے عشق کا دریا بہت بڑا ہے عمیق
یہ بات عشق زلیخا سے ہو گئی تحقیق
ہمارے قتل میں کرتے ہو کس لئے تعویق
لبوں سے آگے ہے شرمندہ تیرے رنگ عقیق
تیرے تبسم بیجا سے ہو گیا تحقیق
دو کون میں نہیں جز اوسکے اپنا کوئی شفیق

ہماری کشتی کا ہے ناخدا ضامن
ازل سے قلزم رحمت میں ہم ہوئے ہیں غریق

الردیف الکاف

بشر بیان کیا کرے اوصاف صاحب لولاک
نظیر اوس کا بنانا نہ حق کو تھا منظور
ہر اک قدم پہ فدا ہووے فتنۂ محشر
جہاں میں دیکھیے کس کس کا خون ہوتا ہے
سوائے خون جگر ہمکو کچھ نہیں بھاتا
وہ اپنے علم کا عالم ہے خود خدا اور رسول
ظہور نور محمد ہوا زمین پہ ہے
وہ یاد کرتے ہیں جب ہچکیاں خبر دیں ہیں
چمن میں دیدۂ مخمور کے تصور میں
کہ دونگا نظر میں حضرت کے خلد میں جاکر

ہوا اوسکی بزم میں سرگرم خود خدائے پاک
بنا سایہ سایہ سے خفا اُس سبب سے جسم پاک
خرام ناز دکھلائے جو وہ بُت چالاک
یہن کے بیٹھا ہے وہ سرخ آج پھر پوشاک
ہیں غم کا طعمہ ازل سے ہوں غم ہی میری خوراک
دیا ہے حق نے اونہیں جتنا اونکا ہے ادراک
اسی سبب سے فزوں عرش سے ہے رتبہ خاک
بٹھا رکھی ہے یہ سینہ پہ ہمنے اپنی ڈاک
ہمارا تاک لگی رہتی ہے بجانب تاک
ہیں شاخ طوبے سے لایا بنا کے ہوں مسواک

خدا قبول کرے یہ دعائے ضامن علی
کہ ہوں جہان سے غارت وہابئے ناپاک

الردیف اللام

محشر بنا ہے آج کسی دل جلے کا دل
گیا کیا وہ کہا یگا یہ مزا باولے کا دل

ہو چکا ہے جوش گریہ سے تر دامان ابر
منصور کے ... انا الحق ... کا دل
قندیل کعبہ ... بت خانہ ... دل
پامال ... ابرو ... یار ... دل
رنگ ... خفا ہوا ہے ... دل
کسطرح ... بیقرار ... دل
کا بوس ... سوا ہے ... دل
تاج ... باد ... دل
ابھی عاشق ... دل

دل چھوڑتا نہیں کبھی بیتابی سے اودر
اب ہو گئی یہ بار ہمارے گلے کا دل
دلبیں جو آیا یار کے دلبریاں سے
عزت طلب ہے ناز طلب لاڈلے کا دل
خوشبو کا فرش باد صبا نے بچھا دیا
کیا تم سے ... کسی لاڈلے کا دل
شمع نمط جل ہی گئی دل ہی ... کیا
پیدا ... حوصلہ کا دل
خندہ ... برق سا
ضامن دیا خدا نے ... جلے کا دل

نہیں دل رہا ہے بچانے کے قابل — نگہ تیر کا ہوں نشانے کے قابل

سیر اسکے قاتل کٹانے کے قابل — تیری تیغ ہے آزمانے کے قابل

اگر کوئی سر ہے کٹانے کے قابل — وہی اس گلی میں ہے آنے کے قابل

ہنسایا کسیکو دیا ہمکو گریہ — فقط ایک میں تھا رولانے کے قابل

شہید ستم کو بنانے سے دو غسل — یہ لاشہ ہے خوں سے نہانے کے قابل

ہے عید قرباں دکھایا ہے ہمکو — گلے سے ہے خنجر لگانے کے قابل

میں نقش کفِ پائے جاناں ہوں اے صنم — نہیں ہے یہ نقشہ مٹانے کے قابل

سیر اعشق اور جور تیر استمگر — یہ نادر ہیں دونو فسانے کے قابل

میں وہ ناتواں ہوں میرا دم ہی آندہی — ہوا بادِ غم کے اوڑانے کے قابل

مرا ہوں کسی گل کی الفت میں بلبل — میری قبر ہے گل چڑھانے کے قابل

اگر ہو ہلاہل تو پی جاؤں اوسکو — نہیں زہر فرقت کا کھانے کے قابل

ہوا مار گیسو پہ عاشق میرا دل — یہ سانپوں سے سینے کٹانے کے قابل

ترا دم بجایا ویسے سے خالی — یہ مجنوں جرس ہے بجانے کے قابل

نہو عشق اگر شعر خوانی ہے باطل — نہیں ہیں یہ اقوال گانے کے قابل

خفا ہو نہ طوفان گریہ سے میرے — یہ دریائے خوں ہے بہانے کے قابل

قدر دانِ عاشق ہے دلجوئے ضامن
یہ معشوق ہے دل لگانے کے قابل ہے

الردیف المیم

ضبط سے آہ کے جوں شمع یہ جلجائیگا دم — آہ گر کیجئے تو صاف نکل جائے گا دم

ایک دم میں تیری خیمہ کو جلادونگا فلک — آہ سوزاں ہے اگر کوئی نکلجائے گا دم

مجکو بیکل نہ کریں آپ بجائیں گل کو — ہم کا آپ کے اے جان نہ نکلجائیگا دم

منتظر ہوں میں کسی کا میری آنکھوں میں ہے دم — اوسکو یہانتک کوئی لائے تو سنبھل جائیگا دم

ذبح کرتا ہے کیوں صید کو اپنے ناحق — کیا تیری غم کا ای یار بدل جائیگا دم

راہ پیما عدم ہے یہ میرا دم ہمدم — اوسکے آنے کی سنو تھا تو نکلجائیگا دم

دم میں آیا نہ کبھی بے عیسے دم اے ضامن

[illegible]

تیری فرقت میں او بُتِ خود کام
بُت پرست آپ اور ہمارا نام
تو زباں اپنی یار تھام نہ تھام
کیا ہی تازہ ہے بوئے گُل سے دماغ
لیکے دل اُس پریزاد نے یوں
ہم نے بہت سے بُت پرستی کی

کام اپنا ہوا تمام تمام
حضرتِ دل تمہیں سلام سلام
ہم سُنے جائیں گے تیرے دشنام
رہے آباد باغ حُسن مُدام
وحشیوں میں کیا مجھے بدنام
نہو آرام پر وہ دل آرام

کربلا کوئے یار ہے ضامنؔ
اور بلا اُسکی آبروئے صمصام

دم باز ہے جو ہم کو وہ دم دیگیا صنم
اُمید وصل تھی ہمیں فرقت ہوئی نصیب
آہ و فغان و نالہ و فریاد و بے کلی
خونِ جگر غذا ہے طلبگار مرگ ہیں
فوجیں ہیں غم کی آہ کی توپوں کی فیر ہے
فرقت نے یار کی ہمیں وحشی بنا دیا

آرام دے گیا ہمیں غم دیگیا صنم
عوض ہیں وصل کے ہمیں ستم دیگیا صنم
سوز و گداز و شور بہم دیگیا صنم
جان کو ہماری ہائے ستم دیگیا صنم
درد جگر کے ہم کو علم دیگیا صنم
آہو کی مثل دشت میں دیگیا صنم

ہم رازِ دل زباں پہ نہ لائیں گے دوستو
ضامنؔ کو اپنے سر کی قسم دیگیا صنم

الردیف النون

بہا خون میرا جو سارا چمن میں
نہیں تیرا بلبل گذارا چمن میں
ترے مثل گلرو کہاں کوئی گل ہے
جو ہنسی ہو کھل کھل جو بُو ہوا آشنا
گلوں نے جو پھاڑا ہے حسرت سے دامن
چڑھا پھول تربت پہ عاشق کی بلبل
وہ رشکِ قمر سیر کرنے کو آیا
چھپا کون سے گل میں ہی رنگ و آب

کھلا لالہ و گل ہزارا چمن میں
یہ صیاد نے آپ پکارا چمن میں
ذرا کر گلوں کا نظارہ چمن میں
خزاں کی خبر ہے دوبارہ چمن میں
کہیں آج دلبر پکارا چمن میں
کسی نے اسے جاں سے مارا چمن میں
صبا نے گلوں کو سنوارا چمن میں
خدا کے لئے کر اشارہ چمن میں

فنا ہو گیا بلبل گل وا عیاں
نہیں کوئی اپنا سہارا چمن میں
لگا آگ دل میں [illegible] گلشن عزیزاں
[illegible] کنارا چمن میں
کیا [illegible] بھی منتظر ہیں
صبا غنچہ و گل [illegible] چمن میں
خدا ہو [illegible] جلوہ [illegible]
[illegible] بہار [illegible] چمن میں
نہیں [illegible] الفت [illegible] چمن میں
ضامنؔ [illegible] چمن میں

ڈھونڈا اوسے جہاں میں تو پتہ کہیں ملا نہیں
ارض و سما میں یار کا پتہ ملا نہیں
جلکر کے خاک بھی ہوا اور دیکھا بھالا نہیں
جسطرح میں جلا کوئی ایسا جلا نہیں
بلبل بھی مر گئی غم باغ و بہار میں
شاید کہ اس چمن میں کوئی گل کھلا نہیں
پوچھو نہ کچھ گذرا وہ قابل بیان نہیں
راز درون پردہ [illegible] کہا نہیں
دل میں بھی [illegible] بھری [illegible]
[illegible] ضامنؔ [illegible] قضا نہیں

گردن پہ آپکے تو میرا خون ہو چکا
ست رکھ خیال زلف سیہ ناگنی کا دل
شاید ہمارے خون کی مہندی لگاؤگی
کوچہ تمہارا فرش کیا کربلا نہیں
مجھسے زیادہ تم پہ کوئی مبتلا نہیں

بے جرم قتل مجھکو کیا تمنے کیا نہیں
افعی کو آستیں میں کوئی پالتا نہیں-
دست جفا پہ آپکے رنگ حنا نہیں
پر قتل گاہ دہلی سے کم بھی ذرا نہیں
گر مبتلا بھی ہے تو یہ اوپر بلا نہیں-

ضامن اودہر کے چلنے کی تدبیر کیجیے
بن وصل یار جلنے کا اپنا مزا نہیں

عاشق کسی پری کے نہ ہم دلربا کی ہیں
[illegible] جو آپکے سبب فنا کے ہیں
پسند ہیں آپ [illegible] کسی کا فریب کے ہیں
شمشیر کھینچکر تو میرا خون کیجیے
ہم [illegible] ہیں [illegible] نالاں سے کیا
[illegible]
[illegible] جو کہا سے جا بجا-
[illegible]
[illegible] یار
[illegible] سے ایک بار
[illegible] ہیں
مدت سے ہوش میں نہیں آیا مریض عشق
عاشق کو کام کیا ہے شراب و کباب سے
عیسےٰ کا حشر تک نہیں احسان اوٹھائینگے

ہمکو قسم خدا کی ہے طالب خدا کے ہیں
رشک قمر ظہور یہ نور خدا کے ہیں
جیسے گرفتہ یار کی زلف دوتا کے ہیں
ہم تو شہید آپکے رنگ حنا کے ہیں
آخر کیے وہ خاک میں ہمکو ملا کے ہیں
[illegible] ہم ہی تو [illegible] خدا کی ہیں
بدنام کر چکے ہیں [illegible] کے ہیں-
[illegible] بانکپن یار [illegible] ہیں
[illegible] یار نے گالی سنا کے ہیں
احسان مند ہم تیری تیغ جفا کے ہیں
نغمہ ہمارے کان میں قالو بلیٰ کے ہیں
کہدو کوئی کہ یار کو لاے بلا کے میں
ہم کھانیوالے خون جگر کی غذا کے ہیں
مقتول ہم تو یار کی ناز و ادا کے ہیں

اودو فا [illegible] تری محفل میں غیر کے
سب بند ہوگئی ہیں فرقت کے باب تجھ بن
دوچار ہیں گرفتہ الفت میں ایسی جون [illegible]
اور زندگی [illegible] جاب تجھ بن
[illegible] دیا ہے اور [illegible] تجھ بن
جوں برق جا بجا [illegible] تجھ بن
[illegible] محبت اور عشق کی [illegible] ہیں-
سب منتظر ہیں [illegible] فصل باب تجھ بن
حاصل سوا [illegible] ضامن [illegible] تجھ بن
برباد کردیا ہے اپنا شباب تجھ بن

[illegible] تجھ بن
[illegible] نہیں [illegible] تجھ بن
[illegible] سب [illegible] تجھ بن
[illegible] اور آفتاب تجھ بن
[illegible] شراب تجھ بن
[illegible] تجھ بن
[illegible] تجھ بن
[illegible] تجھ بن
[illegible] تجھ بن

دنیا کی بود و باش کو ضامن ہوا پہ ہے
دیکھا جو غور کر کے یہ پتلے ہوا کے ہیں

اے شمع رو ہے اپنا سینہ کباب تجھ بن
کل کل بگڑ رہی ہے بیکل کیا ہے ایسا

اور بحر زندگی ہے مثل حباب تجھ بن
کچھ دم ہمارے تن میں چنگ و رباب تجھ بن

آمل میرے مسیحا آنکھوں میں دم ہے ٹھیرا
تیری قسم ہے پیارے فرقت میں مرگئے ہم
فرقت نے اُس پری کو بیتاب کر دیا ہے
پہلو سے میرے دلبر جب سے کہ اوٹھہ گیا ہے
بالیں پہ گل ہمارے ہیں نوک خار نشتر

ورنہ نکل ہی جائیگا یہ دم شتاب تجھ بن
کیا خاک زندگی ہو آکا بیتاب تجھ بن
ہوتی نہیں ہے بالکل آیا رتاب تجھ بن
آتا نہیں ہے پیارے بستر پہ خواب تجھ بن
اور عشق ہے ہمکو لایا عطر و گلاب تجھ بن

قابل بیان نہیں ہے حال خراب اپنا
ضامن پہ جو کہ گذرا رنج و عذاب تجھ بن

کسطرح دیکھوں وہ مہوش تو نظر آتا نہیں
وہ چھپا پردہ میں ایسا ہے کہ وہ پاتا نہیں
تو خودی اپنی سے جبتک آپ اُٹھہ جاتا نہیں
کوہ و بن میں جسکو ڈھونڈھے ہے وہ تیرے پاس ہے
کسکو بھیجوں کون لادے گا خبر دلکی مجھے
تھیقہا دیوار ہے اوسکی گلی یا ہے عدم
کشتۂ تیغ جفا کے لاشہ مظلوم کو
جلگیا محفل میں لیکن شمع ساں خاموش ہے
ہے وہ نظر و میں ہمیں لیکن نظر آتا نہیں
بے سبب خفگی نہیں کچھ دشمنوں نے کہدیا

کیوں رخ روشن کو اپنی یار دکھلاتا نہیں
فتنہ گر اپنا پتہ تو ہمکو تبلاتا نہیں
راز مخفی کو کبھی واللہ تو پاتا نہیں
نحن و اقرب کا سخن کیا یار فرماتا نہیں ۔
اے صبا ہے تیرے سوا دانتک کوئی جاتا نہیں
کوئی جاتا ہیں تو جاکے پھر کوئی آتا نہیں
اشک خونیں کے سوا کوئی تو تبلاتا نہیں
برق کی مانند مضطر ہوکے چلاتا نہیں
مثل بو گل ہے پنہاں صاف دکھلاتا نہیں
آپ بھی آتا نہیں وہ ہمکو بلواتا نہیں

جاں بلب ضامن ہے اہل ابت سنگین دل
ہائے قسمت وہ ستمگر کچھ تو فرماتا نہیں ۔

حسن و جمال یار تو کیا جا بجا نہیں
دریائے غم سے پار میں ہو جاؤں کسطرح
دشنام دے کے مرے دلجلائے ہیں یار نے
فردوس سے بہشت ہے عرش بریں ہے یہ
جاؤں کدہر میں تیرے سوا چھوڑ کر تجھے
عاشق اگرچہ محزون رنج و بلا ہے پر

پر کیا کروں کہ آنکھہ میری حق نما نہیں
طوفان میں ہے جہاز مگر ناخدا نہیں
عیسیٰ کے لب میں دیکھا تو ایسی شفا نہیں
آیا جو کوئی یار میں پھر کر گیا نہیں
تجھسا جہاں میں یار کوئی دوسرا نہیں
مانند ہجر کے کوئی رنج و بلا نہیں ۔

دیوانہ تو کر دیا ہے خدا ایکا وہ صنم
لیکن یہ شکر ہے کہ وہ [illegible] نہیں
بھی انکے فراق میں مجنوں کی استخواں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ضامن کو [illegible]

ہیں گریباں لیکڑوں
ہیں تیرے کوچہ میں [illegible] جاتا سیکڑوں
[illegible] پریشاں زلف یار
[illegible] سیکڑوں
[illegible] گریباں سیکڑوں
[illegible]
[illegible] یار میں ہیں ناتواں
[illegible] سیکڑوں

عشق تونے کر دیئے ظاہر عیاں
میرے دل کے راز پنہاں سیکڑوں

اے ستمگر تیرے بیرحمی سے ہائے
جابجا پھرتے ہیں نالاں سیکڑوں

کس طرح جاؤں عزیزو اونکے گھر
ہیں کھڑے ہر در پہ درباں سیکڑوں

کوئی خنداں کوئی گریاں درد سے
ہیں بہت حیران پریشاں سیکڑوں

کچھ نہ پوچھا - کیا ہوا اے سنگدل
ہوگئے گو تجھپہ قرباں سیکڑوں

ناقہ لیلی نہیں ملتا ہے قیس
چھان ڈالے ہیں بیاباں سیکڑوں

تیرے شیدا کو نہیں پروائے خلد
گو وہاں ہوں حور و غلماں سیکڑوں

جسکے ہوں ہر کام میں ضامن علی -
مشکلیں اوسکی ہوں آساں سیکڑوں

لامکاں میں مکاں رکھتے ہیں -
بے نشاں کا نشاں رکھتے ہیں

بود نابود سے نہیں کچھ کام
اس سے آگے دھیان رکھتے ہیں

جب عدم سے وجود میں آئے
کل یوم کی شان رکھتے ہیں

ذات واجب کو کر دیا مسکن
عشق تجھپہ گماں رکھتے ہیں

راز ہو ہو سے نغمۂ قدوس
شکل سرمد پہ کان رکھتے ہیں

جان اپنی تو ہے فقط بیجان
اپنی جاناں کی جان رکھتے ہیں

کیا فنا نے مزا دیا ضامن
کر بقا سے ہم آن رکھتے ہیں

گوہر نایاب ہیں دہانِ یار میں
سرخی لعل بدخشاں ہے زبانِ یار میں

ابروئے خمدار کی اور مژگانِ ستاں
دشنۂ تیر قضا دیکھا کمانِ یار میں

آنے کی اوسکی خبر تھی اونسے آیا وہ یار
آن نکلی ہے عجائب آج آنِ یار میں

گل تو زانو پہ پسر تھا آج یہ رتبہ ملا
ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے آستانِ یار میں

روزن دیوار سے شاید وہ آ جھانکی مجھے
تلکتے ہیں اسلئے تا بدانِ یار میں

سب گلو نگاہ ہے معطر بوئے گلشن سے دماغ
کیا نسیم آئی گذر تو بوستانِ یار میں

ڈھونڈھتے ہیں ہستی کو ہم کچھ نشاں ملتا نہیں
ہم مکاں رکھتے ہیں ضامن لامکانِ یار میں

[illegible]

[illegible]

میاں مرنیکو سبھی مرتے ہیں سفر عدم سبھی کرتے ہیں
جو خودی سے اپنی گذر کرتے ہیں ضامن ایسا سفر نہیں

میں نہیں جلوہ نما آپ ہی پیارا مجھ میں
فرقتِ یار کا یار وہ نہیں یارا مجھ میں
یار کو ڈھونڈا تو پھر آپ میں پایا ہم نے
کوزہ کر لیکے بنا خاک کا تو جائے است
نام سے نجس کے غیرت ہی تو اہل پیارے
راز مخفی کیا انسان میں ظاہر اسنے
ظاہر اقطرہ ہوں معنی میں ہوں دریائے قلزم
راز میں آنکھ کھلی آپ کو دیکھا جامع
شمسِ اسرارِ حقیقت کا ہوا جبکہ طلوع
ہے کہاں دار کہاں ہے وہ حسین حلاج
اس لیے غیر سے آیا ہے شہادت میں وہ گل
منزلِ عشق میں لازم ہے رضا و تسلیم
عاشق زار میں اپنا ہوں میں ڈھونڈوں کسکو
عشق آئینہ ہے اسرار تجلی ہمہ جا

نقش فی الفکم جسنے سنوارا مجھ میں
عشق نے شور مچایا ہے دوبارا مجھ میں
سخن اقرب کا وہ کرتا ہے اشارا مجھ میں
شوق نے گوندھ لیا عشق کا گارا مجھ میں
بحر کا اب تو نہیں تیرے سہارا مجھ میں
چارہ گر آپ ہی ڈھونڈی ہو وہ چارا مجھ میں
بحرِ عرفاں کا ہو گم گشتہ کنارا مجھ میں
عرش سے فرش تک جملہ ہے سارا مجھ میں
چھپ گیا ہستی موہوم کا تارا مجھ میں
آپ ہی یار انا الحق ہی پکارا مجھ میں
یعنی جلوہ کرے اپنے نظارا مجھ میں
ذکر یہ مجھ میں ہے اور کرے اشارا مجھ میں
میں ہوں پیارے میں نمودار ہی پیارا مجھ میں
دیکھ لو جلوہ نما آپ ہے پیارا مجھ میں

ملکِ دل تونے جو ضامن کا لیا اے شہِ عشق
آپ کا گھر ہے میاں رہیے خدارا مجھ میں

ہیں نہیں یار وہ حنائی فتنہ گر کی ایڑیاں
وقتِ ذبح گر رکھے وہ میرے منہ پر پائے ناز
محفلِ جاناں میں جانا چاہیے اے دل مجھے
اپنی آنکھوں میں نثار دوں زیرِ پائے ناز
کچھ جواب خط نہ آیا اور نہ پیغام زباں
ہے وہ بوداحسن کے گلشن کا سر پا نو تک
اپنی آنکھوں پر رکھوں اور سر پہ لوں اے اوٹھا

خونِ عاشق میں کفِ پا و تر کی ایڑیاں
چوم لوں میں اس سیمبر کی ایڑیاں
کرکے پیشانی کے تلوے اور سر کی ایڑیاں
برگِ گل کے پانو ہوں اور ہوں گھر کی ایڑیاں
چلتے چلتے گھس گئے ہیں نامہ بر کی ایڑیاں
چشمِ نرگس پیاز نرگس ناز بر کی ایڑیاں
غنچۂ گل سے ہیں نازک سیمبر کی ایڑیاں

[illegible] رات دن
[illegible]
مجنوں کو خلق سے تو اب ایسا بہلا دیا [illegible] رات دن
[illegible] زلف [illegible]
ہر دو جہاں سے رشتۂ الفت کو توڑ کر [illegible] رات دن
[illegible]

کون عام و خاص طالب حور قصور ہیں

میں تجھ بن یار مرتا ہوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
پھرا میں کوہ و اور بن میں لگی آتش مرے تن میں
ہماری عمر یہ ساری فراقِ یار میں گذری
سراغ اوس کا نہیں ملتا تمام عالم گرد ڈھونڈا ۱ ۲ ۳
مثال طائر عنقا نظر آتا نہیں پیارے
کہیں پاؤں اگر اوسکو تو لے آؤں میں گھر اسکو
میں خاکِ کوئے جاناں کو کیا گلزار رنگ گل
ہمیشہ بحر وحدت میں رہا غواص معنی کا
مے وحدت کا پیاسا ہوں کہاں ہے ساقی مشفق
عجب نکہت ہے رنگا رنگ عجب جلوہ ہے گوناگوں
وصال یار کی خاطر کیا نہ کچھ ہمنے
وہ سرو گلشن خوبی بتا دے وہ کہاں ہوگا
میر خط بر لیجا وہی کہنا کہ جو کچھ دیکھا
اگر عاشق ہے تو صادق اسی ہن میں لگا رہنا
نہیں کوئی رفیق اپنا نہ کوئی چارہ گر ہیجا
کروں منت پڑوں پیچھوں کہیں گر یار ملیجاوے
فراق یار میں **ضامن** عجب حالت ہے اس دل کی
طوطی نغمہ سرا شیریں دہن گل رخ من
رشکِ یاقوت میں لب حسرت گوہر دنداں
مثل طوطی کے پڑھے وہ گلگو نغمہ داودی
رقص طاؤس چمن کبک روشن عیسے دم
دیکھتے ہی سب جھکتے ہیں محو تماشا سب جہاں
گلرخ و سرو قد نرگس چشم جادو
مرگیا عاشق بہانا یہ ہے شرط وفا

ضامن حضور کا ہی طلب گار رات دن

تیرا جلوہ ہے گوناگوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
میں اس بن ہو گیا مجنوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
کفِ افسوس ملتا ہوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
ہوا گردش گردوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
چھپا پردے میں ایسا کیوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
کبھی اسکو بتادوں نے کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
مرے خونسے ہے وہ پرخوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
نہ ہاتھ آیا وہ رشکنوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
پلادے بادہ گلگوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
کہاں ہے تو خدا بیچوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
ہزاروں حیف ہے افسوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
کدھر رکھوں قلق سوز دل کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
یہی خط میں لکھا مضموں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
ہوا جبر گل یہ تو مفتوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
میں کس سے رازِ دل کہدوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
دل و جان دین و ایماں دوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
برنگ لالہ پرخوں کہاں جاؤں کدھر ڈھونڈوں
بلبل باغ ارم سرو سمن گل رخ من
آب حیواں ہے سخن سیم دہن گل رخ من
شکر آمیز سخن سرو وثمن گل رخ من
پائے کو پان چو غزالان ختن گل رخ من
ہو گئے سب کے وہیں نشتر زن گل رخ من
زلف سنبل ہے دیا مشک ختن گل رخ من
آ کے پہنائے ہاتھوں سے کفن گل رخ من

کیا کہوں ضامن کسے سنا دوں صدا کہوں [illegible]
[illegible]

[illegible]

موج ہے دریا کے ساحل ہوں ہم زیر و زبر
میں اگر دریا ہوں غمکا ہیں کنارے ہاتہ پانوں

عمر ساری کٹ گئی ضامن کی راہِ عشق میں
جیسے طفلی میں کھڑے ہو کر سنوارے ہاتہ پانوں

وہ آپ آکے ملا آج عید ہے ضامن
یہ ایک باغ ہے ہر رنگ کے کھلے ہیں گل
ہزار دل قتل کئے مجھے بیگناہ قاتل
جو راز غیب کا چاہے کہ مجھ پہ کھل جاوے
کہاں ہے یار خدا دیکھہ نحن و اقرب کو
جو اُسنے مے ہی لیا دل تو جاوے فکر نہیں
ہمارے پیر ہے ہادی ہے رہبر کامل
تمام عمر چلا سطے ہوا نہ راہ فراق
اگر ہے شوق شہادت تو سر بکف جانا
جو ملک عشق میں پہونچا تو آہ و نالہ سنا

نصیب نیک ہے طالع سعید ہے ضامن
بچشم غور جو دیکھا تو دید ہے ضامن
تمہاری تیغ نگہ کا شہید ہے ضامن
تو عشق گنج نہاں کی کلید ہے ضامن
گواہ اوس کا تو حبل الورید ہے ضامن
یہ اوسکا عشق محبت رسید ہے ضامن
خدا کا عشق ہے مرشد مرید ہے ضامن
مقام یار کا ابتک بعید ہے ضامن
صنم کے کوچہ میں قطع و برید ہے ضامن
ہر ایک جا یہی گفت و شنید ہے ضامن

خدا کے واسطے مجھہ کو نہ بھولنا صاحب
غلام آپکا بے زر خرید ہے ضامن

ترے عاشق کو صبر ایجان اگر ہووے تو میں جانوں
ترا مجنوں ہے سودائی کہیں جنگل میں چھانی خاک
تو نے کھولدے کاکل رخ تاباں پہ او پیارے
جلاوے آتش الفت لگاوے آگ تو ایسی
تیری تیغ تغافل سے یہ وہ بسمل ہم و قاتل
کلیجہ کھا لیا غم نے ترے عاشق کا آجانی

مثال برق یاں تیرا گذر ہووے تو میں جانوں
لب اپنی میں عاشق کا جو گھر ہووے تو میں جانوں
گھٹا کالی سی متہ تاباں پہ ہووے تو میں جانوں
برنگ شمع سرتاپا شرر ہووے تو میں جانوں
او دہر ہووے تو میں جانوں او دہر ہووے تو میں جانوں
ذرا تو دیکھ لے آکر جگر ہووے تو میں جانوں

ترے احوال خستہ پر اگرچہ روتے ہیں دشمن
پر اُسکے دلپہ اے ضامن اثر ہووے تو میں جانوں

ناوک انداز ہیں آیا تمہاری آنکھیں
خنجر مژگاں آنکھہ بلا خیز غزالان جیسیں

تیر تلوار دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں
لیگئے چھینکے جاں جب سنواری آنکھیں

نور و ضیا دیتی ہے آہوئے فلک تیری نگاہ
اندہل کیونکر نہ کہیں ہیں یہ نرگس کی آنکھیں
کہ گوہر نایاب سے بڑھکر ہیں زیادہ اونکی
لطف دیتا ہے کہیں یار کی آنکھیں
شوق دیدار میں ہیں تیری پیاری آنکھیں
سمجھے کیسے تمہاری جو اگر کھلی
جب نظر آتی ہے ابرو و مژگان ہماری آنکھیں
اس کی نظر میں ہیں قربان ضامن
اونکی ہیں عاشق سب پیاری آنکھیں
جب وہ ہیں دیکھنے تمہاری وہ جادو کی آنکھیں

فرقت یار کا یارو نہیں یارا ہمکو
ہجر کافر نے خراب جان سے مارا ہمکو
غم فرقت نے ستمگار کے مارا ہمکو
سخت مشکل ہے بغیر اوسکے گذارا ہمکو
اپنے بیگانوں کی نظروں سے گرایا ہمکو
ایسی حالت میں گیا چھوڑ کے پیارا ہمکو
جب تجلی سے جلا طور ہوا مجھ کو کلیم
ضامن ارنی کہے دکھلا وہ نظارا ہمکو
عشق نے خاک میں کیا خوب ملایا ہمکو
پھر نشاں اپنا جو ڈہونڈا تو نہ پایا ہمکو

سبزہ و ورد میکدہ منظر یار جا بجا [illegible]

[illegible]

خواب نابود میں آرام سے سوتے تھے پڑے
اوسکی خوابیدہ آنکھوں نے عزیز ہم کو
دفن کرو سب مجھے یارو تہِ دیوار صنم
استخواں پھرتے ہیں ٹھکراتے ہوئے کیا کیا
کیا خبر تھی غم فرقت کی عدم میں ہم کو
چھوڑ یو مت مجھے اے اشتر شیر عشق صنم
جز خدا اوند تھا غیر کا کچھ نام و نشاں

سوزش عشق اگر تو نے جگایا ہم کو -
آنکھ لگتی ہے تہِ خاک سلایا ہم کو
سایہ عرش سے بہتر ہے وہ سایا ہم کو
اب سگ کوچہ جاناں نے گرایا ہم کو
عشق تو ہی تو یہاں کھینچ کے لایا ہمکو
غم فرقت نے سراسر الکہایا ہم کو
ہستی وہمی نے لاچار بہلایا ہم کو

ہے تمنا دل ضامن کی پس از مرگ یہی
وصل حسیں تیسر ہو خدا یا ہمکو

کوئی صورت نہیں اے یار دو جو پاؤں تجھکو
اپنے بیگانے سبھی ہم سے خفا ہیں
چاک وحشت نے کیا جیب صبا کا دامن
مجھسے بلجائے جو وہ اختر برج خوبی
سر کو زانو پر میرے سوئے رہو رکھکر جانا
اوس مسیحا نے کبھی یہ نہ کہا صد افسوس
ہاتھ جوڑوں ترے پاؤں پڑوں سر رکھکر
چشم اغیار نہ دیکھیں تجھے اے کان حیا
اوسکی خوابیدہ آنکھوں سے اشارہ یہ ہے
گل کھلائے تری شمشیر جفانے کیا کیا

حالت راز ستمگار دکھاؤں تجھکو
کسکو بھیجوں میں ترے پاس بلاؤں تجھکو
سوزن غم سے گریبان سلاؤں تجھکو
طالع خفتہ شب وصل جگاؤں تجھکو
صبح تک میں پریزاد اوٹھاؤں تجھکو
عاشق کشتہ جانباز جلاؤں تجھکو
حسب مقدور دل آزردہ مناؤں تجھکو
حقہ دل میں گھر وار چھپاؤں تجھکو
آنکھ لگتے ہی تہ خاک سولاؤں تجھکو
تو جو آوے تو ستمگار دکھلاؤں تجھکو

جی میں آتا ہے ترے ضامن شیدا کے یہی
خوب رو کر کے میری جان ہنساؤں تجھکو

راز پنہاں ہے جلوہ گر سامنے سب کے ہوبہو
جبکہ میں اسمیں گم گیا مجکو وہ ڈہونڈنے لگا
آنکھ کھلی راز میں آیا نظر مہ جبیں
قطرہ ہے بحر واقعی ذرہ ہی مہر ہے سہی

چشم بچشم رخ برخ خندہ بخندہ خو بخو -
خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو -
جلوہ بجلوہ جابجا ذرہ بذرہ مو بمو
قطرہ بقطرہ یم بیم نہر بنہر جو بجو -

مجکو دیکھو میں کیا ہوں تنہا ہا یا ہو
در دمن در تن من در وادی دورے
فکر کا کل کا عدم میں تو نہتا اب لیکن
مجکو عاشق کہو معشوق کہو عشق کہو
میں بھی مسجود ملایک ہوں بشکل آدم
بال و پر توڑ دیئے عشق کے صیاد نے
لامکاں اپنا مکاں ہی سو تماشہ کیلئے
ہوئے اور ہلے زنا الحق ہی یہ منزل اپنی
کسکو ڈھونڈوں میں کیسے پاؤں بتاؤ صاحب
شیشۂ تن میں مقید ہوں پری کی مانند

مطلع نور خدا ہوں تنہا ہا یا ہو
دردکی میں اپنی دوا ہوں تنہا ہا یا ہو
بستۂ زلف دوتا ہوں تنہا ہا یا ہو
جا بجا جلوہ نما ہوں تنہا ہا یا ہو
مظہر خاص خدا ہوں تنہا ہا یا ہو
بلبغ قدسی کا ہما ہوں تنہا ہا یا ہو
میں تو پردہ میں چھپا ہوں تنہا ہا یا ہو
شمس عرفان ضیا ہوں تنہا ہا یا ہو
آپ میں آپ چھپا ہوں تنہا ہا یا ہو
نور احمد سے بنا ہوں تنہا ہا یا ہو

مجھکو تم نہ غیر سمجھو ہے میرا نام کفیل اللہ
میں کب اوس سے جدا ہوں تنہا ہا یا ہو

دم شمشیر کے نیچے دلا ایکدم تو دم لیلو
تو دیتا ہوں میں دل کو یہ اسرار الٰہی ہے
بہا لیجائیگا طوفان تیرے گریہ کا اس تنکو
بہائی لعل لب میں تیرے ای کافر بت سنگین

تڑپ کے لوٹ کی ایکدم تو پھر راہ عدم ہو
یہ قبلہ ہے کعبہ ہے یہی بیت الحرم لیلو
توقف تم کرو آنکھو تمھل چشم نم لیلو
متاع دین ایمان کہ میں دیتا ہوں صنم لیلو

یہ سنگ آستان چھوڑو علاؤ الدین احمد کا
یہ ضیا حسن آپ کا پردہ ہے اسکو ہمدم لیلو

بیا بیا ای پری پیکر چھپا نہ مکھڑا دکھا کے ہمکو
ز تیغ عشقت شہید گشتم نہ تابت ہجراں کشتم خدا کی
تو سرو آزاد ناز نینی تمہاری قامت کا ہوں میں سایہ
چو عشق آید در دل جانم تو سوز برپا ہوا قیامت
بچشم میکون تو ہیم بہم ہیں آب حیات اوسم
تو باغ انجہاں گلشن عجب رنگ کی گل کھلائی
زہی ستمگر غضب کہ دیکھو پری مانند شعلہ دیکھی

بجان و دل من ہمیشہ صلت لگا کی چھتیاں سے ہمکو
خراب وحشی بنا کے ساقی شراب وصلت پلا کی ہمکو
بزیر پا بیت فتاں نگر انچنداں اٹھا کی ہمکو
جگایا تو نے جنون وحشت مزا ابھی ہیں سلا کے ہمکو
حیات بخشند ہلاک ساز دلایا پھر بھی گلے لگا کی ہمکو
مرا جو شبنم نمود گریاں مثال گل کی ہنسا کی ہمکو
لیا وہ محفل میں چھوڑ تنہا مثال شمع جلا کے ہمکو

[illegible]

حال تباہ میرا بیان اُس سے کیجیو
سامان عیش کیجیو نہ صہاں سرائے میں

اُس طرح نامہ بر کہ سخن میں گلا نہو
دنیا میں یار کوئی ہمیشہ رہا نہو

اُسکے سوا نہیں ہے سازگار خلق ؛
ضامن ہر ایک کار کا غیر از خدا نہو۔

چشم بیمار کا بیمار ہوں واللہ باللہ
ساقیا جام بقا ہمکو پلا بھر خدا
ہے عزیز وصفِ عشق زلیخائی میں
نبض دیکھیو نہ طبیبو نہ شفا ہووے گی
نکہت گل کی تمنا ہے نہ گلشن کی ہوس
زلف ناگن کا تصور یہ بندھا ہے ہمکو
برق کی طرح ہجر میں بیچین ہوں میں
چشم خونخوار نے تیرے مجھے مارا قاتل
ساقیا جام بقا ہمکو پلا بھر خدا

زلف پیچاں کا گرفتار ہوں واللہ باللہ
مئے وحدت کا طلبگار ہوں واللہ باللہ
اپنے یوسف کا خریدار ہوں واللہ باللہ
عشق کے مرض کا بیمار ہوں واللہ باللہ
دل پر داغ کا گلزار ہوں واللہ باللہ
گویا چھاتی پہ لئے مارتا ہوں اللہ باللہ
سوز عشق سے لاچار ہوں واللہ باللہ
رات دن آنکھوں سے خونبار ہوں اللہ باللہ
مئے وحدت کا طلبگار ہوں واللہ باللہ

مثل گل رکھتے تھے دل ہاتھ میں ضامن کا کبھی
اب تو آنکھوں میں ترے خار ہوں واللہ باللہ

کیا بیاں کیجیے بیقراری آہ۔
عشق میں شاہ کے ہوا ہے گدا
نیم بسمل تڑپ رہا ہوں میں
عشق سے لامکاں میں آ پہونچا
عشق رہبر ہے زاہد و اپنا
عشق یارو کوئی بُری ہے بلا

دم گیا اپنا آہ پھر کے ہمراہ
نہ ملا مجھ فقیر سے وہ شاہ
دل میں میرے لگا ہے تیر نگاہ
ام ہانی کے گھر سے عبد اللہ
عشق کو جانے کیا کوئی گمراہ
خانماں جان و دل کرے ہے تباہ

عشق میں تیرے مرگیا ضامن
تجھکو ڈھونڈھوں کہاں میرے اللہ

نہ کیونکر نام لوں ہر دم تمہارا یا رسول اللہ
خدا کے خوف سے اُسدن نبی بیتاب ہوونیگے

خدا سے شوق سے تمکو پکارا یا رسول اللہ
نہیں ہوگا وہاں تم بن سہارا یا رسول اللہ

خدا پوچھیگا جب اُسدن تم اپنی امتی لا
ہماری بھی طرف کرنا اشارہ یا رسول اللہ
تمہارے نام کا تکیہ ہمیں دونوں جہاں میں ہے
تمہاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ
اندھیری گور میں روشن تمہارے نور انور کا
ہمارے سامنے چمکے ستارہ یا رسول اللہ
فاوحی جسے فرمایا و ما زاغ البصر واللہ
تمہاری وصف میں قرآں اتارا یا رسول اللہ
نہیں پہونچا ہوں منزل پر [illegible]
میں یا دور منزل کا مارا یا رسول اللہ

خدا نے [illegible] روشن سراپا نور محبوبی
خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا یا رسول اللہ
تمہارا ہجر میں ضامن ہوا حیرت زدہ مجنوں
[illegible] تماشا یا رسول اللہ

الم و لطیف ایا ا
دکھا دو مکھڑا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لگا ہے جنجال میری جاں کو میں سچ کہتا ہوں مثل سنبل
کہ قید کرنے کو مرغ دل کے تمہاری زلفوں کا جال کیا ہے
تمہارے قدموں میں دم نکلجا یہی تمنا ہے غمزدوں کی
جو بادشاہوں کا وصل چاہے فقیر مسکیں مجال کیا ہے
یہ دل میں حسرت ہی لیچلے ہم زباں پہ اپنی یہ ہے شکایت
کبھی نہ پوچھا کہ تیرا ضامن ہماری فرقت میں حال کیا ہے
اٹھا نہ در سے تو اپنے ہمکو میں تیرا عاشق ہوں جاں سے گذرا
نہ چھوڑ جاؤنگا تیرے در کو تمہارے دلمیں خیال کیا ہے
یہ ٹیڑھی باتیں ادا کی چتون رسیلی آنکھوں نے مارا ہمکو۔
جو تیغ براں سے ہمکو مارا تو آپ کا کچھ کمال کیا ہے
اسی توقع میں عمر گذری کہ یار ہمسے تو آ ملے گا
نہ ہمنے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہمنے دیکھا وصال کیا ہے
تمہارے لبسمل کا رقص دیکھا فلک پہ زہرا کا حال بگڑا
تو ہاتہ ململ کے بولے صوفی یہ وجد کیا ہے یہ حال کیا ہے
جلا مکاں سے نکل کے اپنے وہ کبک رفتار ناز نینی۔
ہے کس کی طاقت زباں پہ لادے یہ کیا کیا ہے مجال کیا ہے

یہ دل میں حسرت ہی لیچلے ہم زباں پہ اپنی یہ ہے شکایت
کبھی نہ پوچھا کہ تیرا ضامن ہماری فرقت میں حال کیا ہے

اے دل نالاں مجھے ہر دم ستانا چھوڑ دے
کوچہ جاناں میں تو ہر روز جانا چھوڑ دے
میں گیا غیروں کے گھر جانا تو جانا چھوڑ دے
طائر دل گر قفس میں آپ دانا چھوڑ دے
کوچہ قاتل میں اے عاشق تو جانا چھوڑ دے
عاشق جانباز کا تو ہد ماننا چھوڑ دے

وہ بدم پہلو میں میرے تلملانا چھوڑ دے
ابد ان داں تو قدر اپنی گھٹانا چھوڑ دے
وہ لگا کہنے کہ جب تو بانکا آنا چھوڑ دے
پردہ نہ صیاد تیرا خوں بہانا چھوڑ دے
گر گیا پہلو سے واں تو پھر اٹھانا چھوڑ دے
آزما پہ آزمائش کا بہانا چھوڑ دے

بلبل نالاں خزاں [illegible] چھپانا چھوڑ دے
اب نکل [illegible] ہے تو کیا [illegible] چھوڑ دے
لا دوان [illegible] تو زہر [illegible] چھوڑ دے
بیخو فاکی یاد میں [illegible]
شکل [illegible] کا جلانا چھوڑ دے
شمع ساں [illegible] دل جلانا چھوڑ دے
اس کمال [illegible] رونا چھوڑ دے
کیوں [illegible] کا لگانا چھوڑ دے
کار دنیا کا [illegible] کار خانہ چھوڑ دے

جز خدا کی یاد کے یہ کار خانہ چھوڑ دے
تو بیرون دل کم ہے کوئے جانا ہمیں گر
فاکی تو مت جہان ایک دانا چھوڑ دے
مولوی جی تم ہوئی ظاہر بنانا باطن خراب
ان دعا بازی کے مسلو نکانا چھوڑ دے
رنگ لائیگا یہ الکن آنکار رنگ حنا
رہ گئی ہو نگا ستمگر خوں بہانا چھوڑ دے
زہد و تقوی جہ ہوا کی تیغ بیان شرع
ضامن اپنا طرز ہو عاشقانہ چھوڑ دے

آگے اس دنیا میں یار و داغ حسرت لیچلے
رنج و غم و سوز جگر بے تابی دل لیچلے
سر بکف جاتے ہیں کوے یار میں ہمتو مگر
عشق عاشق ہو گیا ہے حضرت انسان پر
کوئی جاناں میں جب آئے ہو گئی بیمار عشق
رشک گلزار تھا آپکے جلوہ سے گھر
تم رقیبوں کو جو قاتل ساتھ اپنے لے چلے
اوس صنم کو ساتھ اپنے اہل ہمت لے چلے
ہم محبت کر چلے جانبر تو آفت لے چلے
دم ٹھہرا ہم نے قاتل تیغ دو دم کے تلے

داغ دل لیچلے کیا بار صحبت لے چلے
ہم بغل میں اپنے ایک سو قیامت لے چلے
سر کو اپنے دوش پر جسمیں جو طاقت لیچلے
چھین کر ملکوت سے بار امانت لیچلے
جا کے ہم دار الشفا میں رنج و حسرت لیچلے
کلمہ اغیار ہی کیسے تم تو برکت لے چلے
تم کو وحشت لیچلی ہم ساتھ وحشت لیچلے
وائے حسرت ہم تو اپنے دل میں حسرت لیچلے
دے چلے دل تم کو ہر دم کی مصیبت لیچلے
جان کو تسلیم کی ایمان سلامت لیچلے

کوچۂ جاناں میں ضامن جو گیا مارا گیا
شکر ہے تم جان کو حضرت سلامت لیچلے

تریاق زہر مار سیہ کا اوتار دے
دل بھر کے دیکھ لوں میں ہوئی بجا ہوش
تسمہ نہ چھوڑے خنجر ابروے یار جوں
تڑپ کے ہجر میں بت ترسانہ مار نا
مٹی گندھی ہے شراب محبت کی ہے میری
تیری لبوں میں آب بقا ہے مسیح دم
اولجھا ہے دل میرا تو پریشان زلف سے
سبزہ کی طرح دل میرا آویزہ گوش ہو
ابرو تمہاری خنجر بران کا کار دے
قدرت خدا کی ہم سے ہے وہ مسیحا گر
مردے جلائے یار نے قم صد آہے چند
مدت سے انتہا ہے تیرے تیغ ناز کی
یہ چند روز عمر ہے دار فنا میں تو

ڈستی ہے زلف مار وہ کافر بھی مار دے
اتنا الٰہی دل کو میرے تو قرار دے
شمشیر اس طرح کی بنا کر لہار دے
تلوار کھینچکر مجھے ایک بار مار دے
پیالا بنا کے خاک میری کمہار دے
بوسہ لبوں کا اور بھی لطف شعار دے
مشاطہ زلف یار کو کافر سنوار دے
بالا بنا کے یار کو ایسا سنار دے
کیا دیر ہے شہید محبت کو مار دے
جسکو کہ چاہے صانع قدرت سنوار دے
اپنے شہید کو بھی مسیحا یگار دے
بار گراں ہے دوش پہ یہ سر اوتار دے
ہر دم خدا کی یاد میں اوسکو گذار دے

وہ ہم و ناز وہ گل خنداں کرے سے چونانہ
حسرت تو چاہا دو چند بہار دے کہ شگفتیں
ضامن قمار بازی و سوداے عشق میں
بازی کھلی ہے یار کے سر اپنا اوتار دے
صد ہا علی سا عاشق کوئی نہیں رہے
تیرے سوا اپنا کوئی نہیں رہے
یار میں ڈھونڈا اپنا پرایا کوئی نہیں رہے
جا کر میں ان دیوانہ کوئی نہیں رہے
حال میں اپنا کسی وقت کی جاری دکھاو
راز نہاں کا واقف دانا کوئی نہیں رہے

چھوڑ دیا ہے سکو ساتھ لیا اپنج وائمں
دنیا میں ہم نے دیکھا اپنا بیگانا کوئی نہیں رہے
گل الگ کی ان جل کی لیا ہیں سفارین بالکل بلا
جب جلا میں دل اوکو جلانا کوئی نہیں رہے
عشق خدا کی بار امانت اوٹھانا کوئی نہیں رہے
ایسے گراں کو سر پہ بیچ اوٹھا کو ایسا کچھ ابھی
ضامن علی تو دیکھے لوایا کوئی نہیں رہے
اس کے جہاں میں پھر کے خدا کی باتیں کہ
قدرت خدا کی کا خانے خدا کی باتیں خدا ہی
کہا جو دو رہ گئی ثنا میں

میں سن چکا ہوں بہت فسانہ جہاں کی باتیں خدا ہی جانے
یہ واعظ آیا ہی کیا سنانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کھلا نہ پردہ کا بھید بارے خدا ہی جانے کہ کل کو کیا ہی
ہوئے ہیں عاجز ہزاروں سیانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کسی کے سر پر ہے تاج شاہی کسی کی قسمت میں ہے گدائی
کوئی ہے صحرا میں خاک چھانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

مثال نرگس کے چشم گلرو ہمکو جانے تھی عین جادو
اب آنکھیں ہم سے لگی چرانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

بہت نجومی نجوم والی کسینے قرعہ رمل کے ڈالی
کوئی نہ قدرت کا بھید جانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

جو قید مذہب کے ہیں مقید ہوئے جنت میں ہیں وہ چندے
کہیں ہیں قصے نئے پرانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

جو آگی برہنی تھی ہمسے ابجد حصول کرکی بہت قواعد
وہ ہمکو آتے ہیں آزمانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہزار دانا ہزار عاقل ہزار عالم ہزار فاضل
جو کچھ چاہا کیا خدا نے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کسیکو آب بقا پلائے کسیکو دیدیگی دم جلائے
کسیکو آئی وہ ہم کھلانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

نہ فکر کر تو خوشی و غم کا خدا ہی مالک بیش و کم کا
ہمارا کہنا کوئی نہ مانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کہا جو موسٰی نے رب ارنی کہا خدا نے بھی لن ترانی
وہیں جلوہ لگا دکھانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کہاں کی کو ہدایت کہا یہ شیطان کو کرکے لعنت
اور وہ مرید بنا کسیکو آئی خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کسی پہ رحمت کسی پہ ذلت کسی پر عفت کسی پہ رحمت
خدا کی حکمت خدا ہی جانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

سمجھ لے دل میں یہ خوف ضامن بنا خدا کے نہیں ہے ممکن
کہ ایک تنکا لگے ہلانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے

اڑیگی حشر تلک میرے بامن مٹی
نہ چین دیگی شہید وفا کی فتنہ زن مٹی

ہمارے لاشہ مظلوم کے لئے یارو
کہ خاک کوچہ جاناں کی کفن مٹی

مرا ہوں تیری محبت میں وقت دفن یارو
ہماری لحد پہ آ ڈال جان من مٹی

نہیں پتہ ملے خاکسار عاشق کا
ہوا ہے کوچہ جاناں میں جا بدن مٹی

ہمارا گوہر دل کوئے یار میں ہے گما
اسی تلاش میں اب تک رہی ہی چمن مٹی

وہ خاک ہے تیری در کی کہ حور سے ملی
عبیر خلد پہ ہیگی یہ رشک زن مٹی

میں صبر شبیر سے اور اپنی خاکساری سے
کرونگا اپنے رقیبوں کا بد دہن مٹی

نہ بسول شیش محل کی ہوائے سر پہ تو
کہ چاروں ہیں ہی قبر ہے وطن مٹی

بنا لے دانہ اشعار کے حیا باتے
کہ لالہ زار ہے ضامن ترا دہن مٹی

[illegible]

بحر میں آ کے پیر و پیرا جینا ہو چکا
فکر فرقت غم بھی اب دیتا نہیں کہانے مجھے
یار ضامن فدا ہو چکا دل جان سے
واعظ اور ناصح بہت آئے ہیں سمجھانے مجھے
مصطفٰی یا مرتضٰی ضامن علی ضامن علی
مشکل کشا علی ضامن علی ضامن علی
احمد محمد مصطفٰی خاتون جنت ہے ربا
حسنین جان نجف ضامن علی ضامن علی
شاہ نجف شیر خدا رسن مرد جلیبی آ
سلطان شافی ضامن علی ضامن علی

ہے حکمرانِ کاف و نوں تو شمع میں پروانہ ہوں
تو لن ترانی مست سنا میں رب ارنی کہہ رہا
ہے تو کہاں اور میں کہاں ہر جا ہے ذاتِ حق عیاں
اے نور ذاتِ پنجتن روشن ہے تجھسے جا من
نام علی نام خدا ہر شان ہیں جلوہ کیا

الفت میں تیرے جلا ضامن علی ضامن علی
اب و ہی روشن دے کہا ضامن علی ضامن علی
پر وہ خودی کا اٹھ گیا ضامن علی ضامن علی
تجھسے ہے عالم پر ضیا ضامن علی ضامن علی
اے گاہ بندہ گہہ خدا ضامن علی ضامن علی

ظاہر ہوا نور ازل ہر شکل و شان و جز و کل
میں کیا کہوں اس کے سوا ضامن علی ضامن علی

الہی دولہا یہ پیاری دولہن بعیش و عشرت مبارک ہوے
کلاہ و دستار و مقنع گل بہاری کا تازہ سہرا
قمر کی مانند آج دولہا تو بزم انجم میں جلوہ گر ہے
نکاح سنت ہے انبیا کی قرآن ناطق ہے فانکحوا کا

شہانا جوڑا گھر کا سہرا ناز و نعمت مبارک ہووے
قبا چنیا حنائی رنگین خدا کی رحمت مبارک ہووے
فلک کو ہی اس زمیں کو رفعت یہ شکِ جنت مبارک ہووے
بحق منکر فلیس منی یہ امر طاعت مبارک ہووے

مبارک ہووے ہمیشہ شادی عزیز و احباب ہیں جتنے
دعائے ضامن قبول ہووے محبت و عزت مبارک ہووے

ہر طرف جلوہ گر ہے جمالِ محمدؐ ہی
ہر رنگ و بوئے گل میں ہے نورِ جمال پاک
عالم تمام مظہر نور حضور ہے
قربان جان و دل سے ہوں اس ذات پاک پر
طوبےٰ بھی ایک شاخ ہے حضرت کے باغ کا
روتے رہے وہ ہمیشہ امت کے واسطے
اس سے سوا نہیں ہے وظیفہ کوئی بزرگ
باطن میں حق ہے جلوہ افروز کائنات

مشہور عین حق ہے کمالِ محمدؐ ہی
منظور حق سدا ہے وصالِ محمدؐ ہی
ظاہر ہے جا بجا خط و خالِ محمدؐ ہی
ہے شمع بزم عشق کمالِ محمدؐ ہی
لیکن علی ہیں خاص نہالِ محمدؐ ہی
تھا حق سے پھر عفو سوالِ محمدؐ ہی
دل میں ہو یاد خاص خصالِ محمدؐ ہی
ظاہر ہیں جا بجا ہے مثالِ محمدؐ ہی

ضامن یہی ہے اپنا وسیلہ نجات کا
صلوات بر محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی

آج کھیلے ہے یہ بزم پیاری ہوری
فرحت رنگ فشاں ہے جو تمہاری ہو رہی

کیا ہی بھاتی ہے تجھے موسم میں پیاری ہوری
چشم خونبار سے دل ہے ہماری ہوری

فرقتِ دل سے ہوئے آنکھوں کی پچکاری
خون کی لت پت سے عاشق کے سنواری ہوری
یار ہمراز نہیں کوئی یہ پڑنا دیں سب
یار بن آئی گئی سب گذاری ہوری
تم نہ کچھ سمجھو گذاریں ضامن سے خفا
ہو مبارک تمہیں آیا تمہاری ہوری
جفا کرنا ستم نہیں یہ قلم فرماویں
پیا کیوں لگے تم بات سنی بھی ویسے
کیا دل نہ دکھاؤ مجھ سے زخم جگر
سب کی آہ خدا سے نکلے جانے

وہ اپنے عاشق پہ شیدا ہے [illegible] بلائے
جلا جلا کے ہمیں خاک [illegible]
ابھی آتش الفت میں ہم بھی جلجائے
پھر ہوں کو وہ دیا [illegible] ابھر آیا
نکل کے آہ [illegible] وہ جگر میں جلے
ابھی [illegible] دوں سے وہ بھی [illegible]
دعائے ضامن سنیں ہوا الٰہی قبول
تم اپنے وہ کام بھی خوب بچائے
وہ گل جو جس پہ اپنے خود اتراتا ہے
نصیب آئے وہ کملائے اور مرجھائے

تعشق ستم کرو اہل مجاز ظاہر کا۔
کہاں تک تمہیں ضامن غریب سمجھا دے

کون ومکاں میں جلوہ نما کس کا نور ہے
ہر کوچہ و گلی ہے مدینہ کی حق نما
ہم دیکھتے ہیں نور محمدؐ کو ہے محیط
دریائے غم کی موجیں امت نہ غرق ہو
تاباں ہے آفتاب جمال محمدؐ ہے۔
عقل رسائے اہل کمالات راز ہیں
اے وصل خواہ دیکھئے سنگ فراق سے
منکر جو ہیں شفاعت احمدؐ شفیع کے
جبتک تمہارے عشق میں بالکل نہو فنا
تو کہو لکر آنکھ رسول نما سے دیکھ

اس نور احمدی کا یہ سارا ظہور ہے
موسےٰ کیواسطے فقط ایک کوہ طور ہے
نور بصر کی مثل ہر ایک جا دفور ہے
لینا خبر جہاز کی اتبو ضرور ہے
دیکھے نہ چشم کور تو اپنا قصور ہے
توصیف ذات پاک میں کسکو عبور ہے
شیشہ ہمارے دل کا ہوا چور چور ہے
ذات خدا سے ہوگیا بالکل وہ دور ہے
دعوئے شرع اُسکا عزیزو یہ زور ہے
کس کا یہ نور سامنے تیرے حضور ہے

ہمکو نہیں ہے خوف قیامت کا سر بسر
ضامن ہمارا مالک یوم النشور ہے

چمن میں آکے کوئی دم جو تو صبا ٹہیری
مریض عشق کو دیدار کی شفا ٹہیری
جنوں نے چہوڑا نہ ایک تار پیرہن میرا
شراب اشک کباب دل برشتہ غم
خدا کے واسطے اتبو دکھا رخ زیبا
جو قتل کرکے میری لاش کو کیا پامال
لو تھے پیار محبت سے جسطرح پہلے
ہزاروں غم کے مسافر نے آگیا ہے مقام
گیا ہے جیتا ہوا کوئی یا رے کوئی
تمام شب ہے الٰہی شمار تاروں کی
ہزاروں قتل کئے اک نظر سے او قاتل

نصیب بلبل شیدا خزاں بہی آ ٹہیری
تمہاری تیغ میری درد کی دوا ٹہیری
بدن پہ خاک فقیر و نگی یہ قبا ٹہیری
ہمیشہ خون جگر کا میری غذا ٹہیری
لبو نپہ آکے میری جان مبتلا ٹہیری
ہمارا خون تیرے پانو کی حنا ٹہیری
ہوئے ہو ہم سے خفا اب کہو کہ کیا ٹہیری
حریم کعبہ دل بہی کوئی سرا ٹہیری
گی صنم کی عزیزو یہ کربلا ٹہیری
یہ کالی رات میری جاں پر بلا ٹہیری
تمہاری چشم یہ بار فتنہ زا ٹہیری

عکس جمال یار ہویدا ہے برملا
ہر آئینہ ظہور میں جلوہ نما رکھے
ہوتا ہے جکو راز انا الحق کا ذوق شوق
دار فنا میں وار دہ ہو پہلے بہار رکھے
منزلیں عشق کے وہی [illegible]
نفس یعیں یہ ہو کہ ستم کا صبا رکھے
[illegible] ایک اشارہ سے مار آکے جان
کعبہ و صنم سے طاق میں خنجر اوتہار رکھے
مجکو بھی ایک جرعہ سے ساقی پلا
آباد میکدہ کو تمہارے خدا رکھے

ہر دم اپنا چاک گریباں تبا جنوں ؎
ضامن ہمیشہ اُسکو کہاں تک سیا کروں

قاتل ہزار حلق پہ تیغ جفا رکھے
کیونکر مریض عشق نہ گردن کٹا رکھے
اُس دوے مصحفے نے کیا نسخ دین زہد
ناز و ادا کے غصہ میں لطف و خفا ہی ہے
جسکو خیال زلف سر موے یار ہو
غنچوں پہ اب بہار گل گل پہ ہے خزاں
بلبل کے دل کی غنچہ کے عقد نکہت کھلا
شیریں لبوں کا بوسہ لیا جسنے ایکبار

عاشق کو چاہیے کہ سر اپنا جھکا رکھے
تیغ جفائے یار تو آب شفا رکھے
واعظ سے کہدو اپنی کتابیں اوٹھا رکھے
وانا کو چاہیے کہ وہ لطف سا رکھے
سو سو طرح کے سہر پہ وہ اپنے بلا رکھے
بلبل سے کہدو کا ہیں گل کے سنا رکھے
باد صبا چمن میں یہ کیا گل کھلا رکھے
محشر تلک لبوں پہ وہ اپنے مزا رکھے

مشکل راہ عشق میں ثابت قدم رہے۔
ضامن خدا رکھے تجھے مشکل کشا رکھے۔

راحت ہے چین ہی سبھی رنج و محن ہے مجھے۔
جاتا ہوا وہ مار گیا راہزن مجھے۔
یا تنگ کیا ہے چاک گریباں جنوں نے ہا
تنکا سا موج بحر میں بہجائیگا یہ تن
فرقت سے داغ دل میں ہے جو اسقدر میرے
زنجیر پا میں اوس دل وحشی کی امت کرو
پروانہ کی ایکبار اگر جل گیا تو کیا
شیریں لبوں کے سامنے اوس کے لب ترے
نکلے سنور کے یار تو جانبر ہوں کس طرح

بلجائے کاش گاہ جو رشک چمن مجھے
بھیجو اسی گلی میں عزیز و دفن مجھے۔
آیا نظر نہ لحد میں تار کفن مجھے
گریہ سے ایک دم نہیں ہوتا امن مجھے
بالکل خزاں نظر میں ہے سیر چمن مجھے
کافی ہے تار زلف کی اوسکی رسن مجھے
دن رات بس نئی ہے یہ سوز جلن مجھے
بہتر و کھائی دیتا ہے لعل یمن مجھے
مارہی ڈالے ہے یہ تیر اسادہ پن مجھے

فرقت میں تیری مر گیا ضامن خدا سے ڈرا
لو آکے اپنے ہاتھ سے پہنا کفن مجھے

دلبر رعنا وہی ہے عاشق شیدا وہی ہے
جب تو پنہاں تھا وہ پیارا پردہ لا ہو نہیں

غمز دو نکا دل وہی ہے راحت دلہا وہی ہے
اب تو ظاہر ہو بہو جلوہ نما ہیگا وہی

تری بلبل ہی ہی لالہ و سرو چمن
گل وہی سنبل وہی ہے نرگس شہلا وہی
غنچہ وہی کاکل وہی ابرو وہی چشم سیاہ
آئینہ میں گل رخوں کا چہرہ زیبا وہی
حسن سے فرش تلک دیکھا سب نور ظہور
عالم علوی وہی ہے عالم بالا وہی
کون ہے اوسکے سوا جسکو کہیں گلزار دو
پردہ لا میں وہی ہے معنی الا وہی
تو ہی معنی وہی ہے ...
صابر و مظہر وہی ہے ضامن شیدا وہی

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
جو راز پنہاں تھا سو وہ ہو بہو ہے
جو عاشق ہے اپنا عزیز آرزو
طلب جسکو اپنی ہے اور جستجو ہے
نہیں ہے کوئی جسم و جان میں
جہاں حق نہیں ... گفتگو ہے
صدا ہے انا الحق کی ... ہر سو ہے
کہیں بن کے مجنوں و لیلیٰ ... رو ہے
کہیں چاک داماں کا کرتا رفو ہے
کہیں مست ہو ہو کے مسجد میں بیٹھا
کہیں خون عاشق سے کرتا وضو ہے

کہیں رند مشرب کہیں ہے وہ صوفی
ہزاروں ہوئے مست پیکر کے ساغر
شہید ازل اوسکے خنجر کا ہوں میں
نزول اوسکی رحمت ہی ہم پر ہمیشہ

نہیں اُس سے خالی کوئی رنگ و بو ہے
پیاری کی مے کا دہن پر سبو ہے
بہا جسکے کوچہ میں اپنا لہو ہے۔
جو ساقی ہیں اور مے پر سبو ہے

سوا تیرے ضامن نہ کچھ ہے اسکو
یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے

ظاہر و باطن تو نظر آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
قاضی بنکے فتوی لگایا ملا ہوکے وعظ سنایا
وحدت کثرت ایک ہیں تیری ذات سب ہیں
سوتی مچھلی برف اور آب موج و دریا عین حباب
باطن میں تو احد کہایا ظاہر میں احمد ہو آیا
وہاں سے یہاں کیسے آتی ہم ہمیں نہیں کچھ بھی غم
عالم فاضل صوفی تو رند سبو کش عربدہ جو
سخن و اقرب آپ کہی تو ملا رہی کچھ بتا نہ دی
آپ ہے عکس او آپ ہی سایہ آپہی خود بعلم فرمایا
آپ ہی عاشق اور معشوق آپ ہی طالب اور مطلوب

اول و آخر تو ہے خدایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے
دیر میں جا ناقوس بجایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
کیا کیا جلوہ تو نے دکھایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے
اپنے اندر سمایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
تجھ بن کوئی نظر نہ آیا جو کچھ ہی سو تو ہی ہی
ملک عدم سے تو ہمیں لایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہی
فوق تحت سب تو نے بنایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے
جال مکر کا تو نے بچھایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے
آپکو ڈھونڈھا آپ نے پایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے
اپنے اوپر آپ لبھایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے

اپنا عاشق آپ ہوا تو اپنا ہی خود آپ خفا ہوا
ضامن علی ہو لکو جلایا جو کچھ ہی سو تو ہی ہے

صنم دیکھا ترا جلوہ کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہی
کہیں عاشق ہوا اپنا کہیں معشوق کہلایا
کہیں پروانہ سوزاں کہیں وہ شمع ساں گریاں
وہ محبوب خدا پیارا محمد سرور عالم۔
مثال نرگس حیراں گریباں چاک مثل گل۔
ہو الاول ہو الآخر ہو الباطن ہو الظاہر
چھپے ہے وحدت کثرت میں ملی کثرت [illegible]

کہیں بندہ کہیں مولی کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے
کہیں مجنوں کہیں لیلی کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے
وہ ہرجائی ہی ہر ایک جا کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہی
کہیں موسی کہیں عیسی کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے
کہیں ہے بلبل شیدا کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہے
وہی آنا وہی بنیا کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہی
دکھا نہ پھر گیا پردہ کہیں کچھ ہی کہیں کچھ ہی

[illegible]

کبھی ضامن کبھی مشکل کشا حیدر رہا
کبھی نظر [illegible] کہیں کچھ رہا
چھپا پردے میں [illegible]
باقی نہ رہی [illegible] تیری آرزو در رہا
جانا رہے [illegible] ذات مقدس کہ تو رہا
ذات محیط [illegible] نشان تعین کا سر رہا
عاشق کو چاہئے کہ [illegible] ہو رہا
خوب جلوے [illegible] کرتا وضو رہا
نافہ ہی تیری ناف میں ادا ہوسکا ختن
جس سے دماغ تیرا اسد اشک بو رہا

پیاسا بجھائے کوئی تیری مے سے ساقیا
جوشِ جنوں بجھائیگا ہرگز یہ قصد ہے
عاشق کو تیرے دولت فصل بہار حسن
قاتل تجھے قسم ہے فریج سر تو یوں مجھے
منزل میں عاشقوں کے نہیں بوالہوس کو راہ
سب نے عزیز ہمکو دیا ہے جواب صاف

جاری رہے یہ دور تیرا پیسبو رہے
باقی نہ گو کہ تن میں ہمارے لہو رہے
حاصل ہو تو حشر تلک جستجو رہے
تسمہ لگا نہ باقی ذرا ایک مو رہے
جاناں کو جان دے تو تری آبرو رہے
مونس ہمارا ایک یہی ہاؤ ہو رہے

اے غیرت دوئی تو ذرا دل میں آ تو دیکھ
ضامن ہوں اُسکا میں جو اگر کچھ بو رہے

دل عشاق میں وہ شور و شر ہے
مصیبت بیقراری سے میری ہائے
جلا کر شمع کی مانند اے عشق
تکیں ہیں راہ تیری رات دن ہم
کلیجا کھا لیا غم نے معہ دل
وصال یار حاصل ہو تو لیکن
میں جاتا ہوں نہ رہتا ہوں عزیزو

زمیں پہ پاؤں گردوں پہ سر ہے
ارے ظالم تجھے کچھ بھی خبر ہے
ملایا خاک میں کیوں سر بسر ہے
ہماری شام ہے اور یہ سحر ہے
کدھر ہے دل کہاں میرا جگر ہے
جدائی کا مجھے خوف و خطر ہے۔
بلائے ناگہانی کا اثر ہے

تیرے کوچہ میں آ بیٹھا ہے ضامن
یہی مسکن ہے اپنا اور یہ گھر ہے۔

گر ہے بازار اُلفت سے جو تو بیزار ہے
گوشۂ کوئے وفا میں خاک ہے اپنی پڑی
اُس بہار حسن کا گجرا جو یاد آیا مجھے
اور رقیبو جب تو ہم جلتے تھے سوز عشق میں
دین و دنیا دیکھا ہوں اور باقی کیا رہا
ہوگیا بیخود وہ جسنے ایک دم دیکھا مجھے
قافلہ تیرے شہید وں کا عدم کو ہے رواں
دیکھئے کس کس کی آئی ہے قضا اے دوستو

کیوں نشاط دل بتا تجکو یہ کیا آزار ہے
لیگئی کسکا صبا کیا مٹی اپنی خوار ہے
پڑ گیا اپنے گلے میں آنسوؤں کا ہار ہے
اب جلاینگے نہیں ہم اپنی اپنی بار ہے
جان عاشق ہے فقط یاں بیچنے تیار ہے
دیکھ لو روئے صنم کو تھتھا دیوار ہے
آہ کا تیرے لئے ہر ایک علم بردار ہے
ہاتھ میں بیرحم قاتل کے علم تلوار ہے

سرو قد رخسار گل غنچہ دہن اور سیمتن
جلوۂ حسن [illegible]
اضطراب [illegible]
[illegible]
[illegible] پایا نہیں کرتے
[illegible] بلایا نہیں کرتے
[illegible] ملایا نہیں کرتے
[illegible] عاشق
پروانہ کو لے شمع [illegible] نہیں کرتے

میں گوہر دل کو [illegible] کھویا
کھویا ہے اوس نے [illegible] پایا نہیں کرتے
عاشق دل و جان [illegible] سمایا نہیں کرتے
[illegible] تیغ جفا [illegible] نہیں کرتے
[illegible] وہ جفا جو
[illegible] نہیں کرتے
[illegible] سمایا نہیں کرتے
میں اور رقیب [illegible]
وہ ایک میان [illegible]

جو یار کے قدموں کی ہو خاک ہیں ضامن
دو بار الم سر پہ اوٹھایا نہیں کرتے

دل ہم کسی دلبر سے لگایا نہ کریں گے
ہم راز شبِ وصل ہویدا نہ کرینگے
وہ تیغ بکف آتے ہیں صرفا نہ کرینگے
ساقی مئے وحدت کا اگر جام پلا دے
کب چھوڑتی وحشت ہے گریباں فوکو
مر جائینگے ہم کھا کے چھری ہاتھ سے اپنے
مشکل ہے علاج دل بیمار طبیبو
برسائے ہے ہر دم مجھے وہ کافر ترسا
دل چھین لیا قتل کیا گھر سے نکالا
ہم عاشقِ جانباز ہیں قاتل نہ خنجر
جوں طفل زمیں پر جو گرا کرتے ہیں آنسو
آب دمِ شمشیر سے کر حلق مرا تر
گر بحر خجالت میں ہوئے جاتے ہو تم غرق
قاصد جو گیا پھر کے وہ جیتا نہیں آیا

فرقت کے ستم روز اوٹھایا نہ کریں گے
پر جور و جفا آپ کے اخفا نہ کرینگے
سر دیوینگے ہم بھی کبھی وقفا نہ کرینگے
ہم ہوش میں اپنے کبھی آیا نہ کرینگے
ہم چاک گریباں کو سلایا نہ کرینگے
وہ چہرۂ زیبا کو دکھایا نہ کرینگے
عیسے ابھی میرے مرض کو اچھا نہ کرینگے
جب اوسکو بچا لینگے تو ترسا نہ کرینگے
کیا کیا نہ کیا اور وہ کیا کیا نہ کرینگے
تڑپیں گے نہ چلائینگے نالا نہ کرینگے
ہر دم تمھیں اے اشک سنبھالا نہ کرینگے
ہم آبِ بقا کی بھی تمنا نہ کرینگے
ہم آپکے آگے کبھی رویا نہ کرینگے
آئندہ وہاں خط کبھی بھیجا نہ کرینگے

ضامن دل پر درد سے تو آہ نہ کرنا
ان شعلونکو افلاک سنبھالا نہ کرینگے

مقتل میں شہید ہوگئے اب جانا ہی بہتر ہے
مشہور رہوا مجنوں دنیا میں تو کیا حاصل
مانند شمع کوئی جانے ہے تپش دل کے
زاہد کی نماز و سے عشق عبادت ہے
وحشت مجھے ہے یہ ہو بچی کو کچھ بین پر وکی
بن یار تو اے یار مجھے جینا مشکل ہے
تڑپے ہے وہ لوٹے ضامن جسے کہتے ہیں

قدموں میں ستمگر کے مر جانا ہی بہتر ہے
اس عالم شہرت سے گم جانا ہی بہتر ہے
خاموش سر محفل ہو جانا ہی بہتر ہے
پر جوش محبت کا جم جانا ہی بہتر ہے
دل سوزشِ الفت سے دیوانا ہی بہتر ہے
اس داغ جدائی سے غم کھانا ہی بہتر ہے
بسمل کا تو قاتل کو تڑپتا ہی بہتر ہے

ہم ہیں کافر عشق کے کافر ہمار اعشق ہے
عشق لایا تہا عدم سے ورنہ کیوں آتے یہاں
اے مع اللہ آپ بولا اور انا الحق بر ملا
عشق کے دریا میں گر کر کون نکلا ہے میاں
عشق ہے معشوق مولا عشق کا سب ہے ظہور
کب فرشتوں کو ہے طاقت لامکاں جا سکیں
مار االفت میں دیا یا نتک کہ او ٹہہ سکتا نہیں
زکریا کی طرح میں تو صبر کر کے رہ گیا
کہل نہیں سکتا ہے عقدہ ناخن تدبیر سے
مقصدِ کونین حاصل سی نہوتے ہیں کل
عشق کی شیرینی و لذت بیان کیا کیا کروں

راحت جاں عشق ہے جانسے پیار اعشق ہے
پہر لئے جاتا یہ ہمکو پہر دوبار اعشق ہے
اور صدائے لن ترانی کہہ پکار اعشق ہے
جسکو کہتے ہیں وہ دریائے کنار اعشق ہے
عرش سے لے فرش تک بالکل یہ سار اعشق ہے
حضرت انسان کو وہانتک لے سدہار اعشق ہے
الصنم سینہ پہ ہے پیر سنگ خار اعشق ہے
سر پہ میری دمبدم چلتا یہ آر اعشق ہے
اس طرح کا زم نگین ہانیا راعشق ہے
سعد اکبر نیک بختی کا ستار اعشق ہے
دودہ پڑا مصری ولڈو چہوہار اعشق ہے

حور جنت لیکے ضامن یار تجہ بن کیا کرے
ہم عاشق ہیں آپ کے ہمکو ہمار اعشق ہے

آہ سوزاں ہے ہماری خجالت برق ہے
میں ہوا ہوں سنگے عاشق وہ ہوا ہے دیکھ کے
خوبرو دنیا کی تیرے سامنے اے دلربا
غرق آب حسن ہے مہر خرج دلبری

ابر گریہ سے میری پانی میں اب تک غرق ہے
تجہ میں اور مجنوں میں اتنا ہی عزیزو فرق ہے
ہیں ستارے تو پیارے آفتاب شرق ہے
روئے تابانِ صنم کی آب جو آیا برق ہے

عشق کے دفتر کی ضامن کوئی گر لکہے کتاب
قصۂ فرہاد و مجنوں اوس کا آدہا ورق ہے

چمپئی رنگ تر از زرد دوپٹہ والے
حسن سے ڈوبا ہر اجگہ ملا رنگ سے رنگ
چشم نرگس کو ہوا رشک ہے تیرے یہ اثر
آئے معشوق پہن گو کہ بسنتی جوڑے
رنگ ہجراں سے ہوئے زرد گل نرشف ہے
گل صد برگ نے گلشن میں گریبان پہاڑ

سب ترے سامنے ہیں گرد دوپٹہ والے
دیکہہ تجکو ہوئے سب سر دوپٹہ والے
دیکہہ رخسار گل زرد دوپٹہ والے
حسن تیرا ہے اگر فرد دوپٹہ والے
دلمیں کیر بھی اوٹہا درد دوپٹہ والے
دیکہہ تیرے سینہ میں ہیچ دوپٹہ والے

ضمرونی رنگ کی پیچ لیچ تو اضامن کو نصیب
اور سر و دوش پہ زرد دوپٹہ وارے گذری
بن ٹہر سجا جان پیچ ہان کے نکلی گذری
عمر ساری کی انسوس کوئی کے گذری
دیکہی پی کی رخ تابان کو اتر کے گذری
لیٹ نکلے تا بسحر لگا عشق گذری
عشق بتاں کا بھی از انہ خار گذری
نے الفت کو تم وصل او نچے گذری
یوسف کل سے داغ اپنا معطر ہوا
تجکو بھی لسے صبا ہے تو گذری

شاخ گل کو ہوا اپنے مین قوت گذری
بید لرزاں کی طرح عمر گذری
انکہہ میں پانی ہے انہو یہ نیند گذری
حالت نزع میں ہم کو بیکار ضامن
منزل یار تک آتے ہیں چلتے گذری
ارش بار ہو اس راہ سے دل نکال کے
پیو رنگیلا وہ مرا دل نکال کے
دل کو بیچ کر دو نوں شانل نکال کے
سینہ سے وہ اسے بس امر عدل الہی
سینہ میں نکال کے

ناحق کیا جو قتل مجھے بیں دکھا دیا
انکھیں تیری وہ درود لاور ہیں اہرزن
مانگے ہے جان وصل سے پہلے ہی ہاے یار
ذبح کیا ہے مجکو تو جب آپ چاہیئے
تیغ جفا سے اوسکی خطا وار بچ گئے۔
قاتل یہ یادگار ہے پیکان ڈھونڈہ مت
عشقنا صفت وہ یار ہے مت ڈھونڈہیئے

باب انفعال کا دہین فاعل کمال کے
لیجائیں جانکو بر سر محفل نکال کے
حجب وہ پیش کرتا ہے مشکل نکال کے
بسمل کی جان تن سے تو قاتل نکال کے
چن چن کے مارتا وہ کہا تل نکال کے
ویگا نہیں جگر سے یہ بسمل نکال کے
ضامن خیال سر سے یہ باطل نکال کے

مجھے کیا کیا تونے اے میرا چین گیا میری نیند گئی
میرا ہوش گیا میری عقل گئی میرا چین گیا میری نیند گئی
نہیں صبر و قرار ہے دل کو ذری تیرے دیکھی ہے یا جھی ایک گھڑی
جو دیکھا ہے وہ ناز عشوہ گری میرا چین گیا میری نیند گئی
تیرے جور و جفا سبھی ہم نے سہے میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے
مجھے کر یہ نے ہجر میں چین ندی میرا چین گیا میری نیند گئی
کبھی تم نے نہ مجھسے کہا کہ میاں ملیں نام ہے یہ میرا گھر ہے وہاں
میری عمر تلاش میں ساری گئی میرا چین گیا میری نیند گئی
میاں ملتا ہے مجھے تو آکے ملو نہیں بہر خدا مجھے قتل کرو
چھوٹے رنج و بلا سے یہ جان میری میرا چین گیا میری نیند گئی
نہ تو زندہ رہا ہوں نہ آئی قضا ترے ہجر میں کیا نہ اوٹھائی بلا
میرا دل لگا ہے تجھے یہ کیسی گھڑی میرا چین گیا میری نیند گئی
ہوا تجھپہ فدا دل و جان سے صنم مجھے تیری قسم تیری جان کی قسم
ترے ملنے کی یار ہوس ہی رہی میرا چین گیا میری نیند گئی
کبھی جی میں ہے میرے کہ رشک قمر تیرے سبز لباس یہ کہا لوٹ ہر
گل زچنہ نقاب ہے تیرے رہی میرا چین گیا میری نیند گئی
یہ چاہے ہے جی کہ وہ رشک پری کرے سامنے میری جلوہ گری
کہا مان لی میرا تو سروسی میرا چین گیا میری نیند گئی۔

[illegible]
کل ... عشق جلا ہی دیا ...
[illegible]

آنکھوں نے رو کے کشتی تن کو جلا دیا بیٹھی ہوئی
ہے یہ موج سمندر لگی ہوئی
اک دم میں سطح ہو ترل فرقت بنا جل ... لگی ہوئی
بجلی لگی میری قید میں ... لگی ہوئی
خط کا جواب لاؤ نگا تو سنگ بر لگی ہوئی
تجکو ہوا ہے وانگی کبوتر لگی ہوئی
بسمل کو لوٹ خیز دیا فاک پر قدر لگی ہوئی
حسرت رہی یہ دل میں خنجر لگی ہوئی
ناسور دل عزیز دو کھا دیں کیا نصیر
تیرہ مژہ کی بھال ہے اندر لگی ہوئی

گلشن میں رشک گل تیری غیرت سے ہی سدا
مہر سکوت غنچوں کے منہ پر لگی ہوئی

اعدا کے گھر تو یار رہو اور ہمکو صبح تک
تاروں کی ہو شمار تو شب بھر لگی ہوئی

اے مرغ دل تو کوچہ صیاد میں نہ جا
زلف دوتا کمند ہے کافر لگی ہوئی

کچھ حال بھی کہہ نہیں سکتا ہوں تیرے ہاے
مے کی صراحی منہ سے ہے بہتر لگی ہوئی

زاہد میں سُن رہا ہوں انا الحق کا غلغلہ
مہر سکوت ہے یہ دہن پر لگی ہوئی

ضامن یہ بس ہے اپنا وسیلہ نجات کا
دل میں ہمارے چاہ ہے مظہر لگی ہوئی

پھرے ہے ڈھونڈھتا مجنوں گئی کدہر لیلی
گر اب تلک نہیں آئی ہے میرے گھر لیلی

یہی ہے بے ترے مجنوں کی ہنشیر لیلی
کہ چند روز سے آتی نہیں نظر لیلی

سحر سے شام تلک قیس بنے یہ کی فریاد
کہاں گئی میری لیلی کدھر گئی لیلی

تجھے بھی چاہیے مجنوں کی منزلت جانی
ہماری چاہ سے تیری ہوئی قدر لیلی

پسند عالم بالا بھی تیز رنگ ہوا
مدام رکھتا ہے آغوش میں قمر لیلی

غضب ہے خاک میں ملجائے یہ ترا مجنوں
اور اوسکے حال سے اتنی ہو بیخبر لیلی

مثال نے کی ہے مجنوں کے استخواں میں دم
جفا و جور و ستم اسقدر نہ کر لیلی

جو سوز عشق میں ملجائے جان مجنوں کی
مثال شمع یہ جلتا رہے جگر لیلی

سیاہ رنگ میں ہے راز صنعت خالق
کہ لگ نہ جائے کسی کی تجھے نظر لیلی

پری ہو حور ہو یوسف ہو ماہ پارہ ہو
نہ دیکھے مجنوں سوا تیرے غور کر لیلی

تمام دن تو یہ ناقہ کے ساتھ دوڑ آئے
گھڑا ہے شام سے مجنوں ہوئی سحر لیلی

میں ایسی لیلی کا مجنوں ہوں سن تو اے لیلی
پھرے ہے ڈھونڈھتی مجکو یہ دربدر لیلی

جسے تو ڈھونڈھے ہے صحرا و دشت میں ضامن
وہ میرے پاس ہے مدت سے جلوہ گر لیلی۔

ہم کو تم جب کہ اے صاحب سخن بھول گئے
ہم بھی تمکو وہیں اے عہد شکن بھول گئے

جب سے عاشق ہوئے اُس رشک چمن پر ہمتو
لالہ و گل و سنبل و سرو و سمن بھول گئے

کیا فدا ہو جسے داغ جمانے کسی بت پر فدا
وہی دن ہیں کہ مجھے وہ کرکے دفن بھول گئے

اضطراب دل وحشی نے بھلایا یا تنگ
یاد دیکھیہ بھی نہیں ہم سارے ہی فن بھول گئے

عالم فرقت میں تیرے عمر بسر تو کہ ہوئی
وصل کے روز بھی رنج و محن بھول گئے
جب سے گیسو تمہارے وہ گیسوے معنبر دیکھے
بلبلیں نافہ چین شاخ ختن بھول گئے
رشک سے خون ہوا اب جو ترے دیکھے
جو مری قسمت عشق میں بہول گئے
ہمکو فارغ رجانان کی محبت یہ ہوئی
عشق فردوس تمناے عدن بہول گئے
مثل بلبل کے تری یاد میں ہوں نوحہ کن
بس مجھے آپ ہی اے غنچہ دہن بہول گئے

[illegible]

آتشِ الفت نے یہ ڈالے بدن میں آبلے
قبر میں ہم لے گئے پنہاں کفن میں آبلے

عشق کی آتش ازل سے ساتھ آتے ہیں ہم
اسلئے پڑتے رہے ہیں میرے تن میں آبلے

کیا ہی گرمی ہے شبِ فرقت کی ڈالیں آہ گل
آہ سوزاں سے پڑے میرے دہن میں آبلے

چرخ پر انجم نہ سمجھو عاشقوں کی آہ نے
ہیں یہ ڈالے جابجا چرخ کہن میں آبلے

ہیں یہ شعلہ آگ کا شاید کہ بوسے میرے
پڑ نہ جائیں یار کے سیبِ ذقن میں آبلے

جستجوئے یار میں پڑتے ہیں عاشق بھی ضرور
پانوں میں مجنوں کے دستِ کوہ کن میں آبلے

واہ واہ رے گرمیِ سودا تری جولانیاں
بیٹھے بیٹھے پڑ گئے میرے وطن میں آبلے

کب بغل میں ہیں چھپائے شیشۂ مے محتسب
ہیں دلِ دیوانہ آتش فگن میں آبلے

رہ گئے کانٹوں میں الجھی پانوں کے چھالے مرے
پھول نرگس کے کھلے ہیں کیا ہی بن میں آبلے

گل کے کھانے کی تو شہرت ہوئی جب خلق میں
کب چھپائے سے چھپے ہیں پیرہن میں آبلے

مثلِ پروانہ کی ضامن شمع کے عشق میں
پھوڑ اپنے دل کے تو اوسکی لگن میں آبلے

ہے زباں خارِ صحرا کے بدن میں آبلے
آبلہ پا لے گئے لیکر کے بن میں آبلے

حلق میرا خشک ہے اور آبِ خنجر ہے رواں
کوئی کہتا ہے نہیں اپنے دہن میں آبلے

راہ غربت میں تھکا سر پر اوٹھایا جب مجھے
تھے رفیقِ راہ پر رنج و محن میں آبلے

پانوں میں مجنوں کے چھالے تھے پڑے ناقہ کی ساتھ
اب د ضامن تونے باندھے ہیں سخن میں آبلے

تیرے عشق میں بتِ بیوفا میری کیا ہی بے قدری رہی
ولے تونے پوچھا نہ حال کچھ تجھے ایسی بےخبری رہی

ہوا خشک اپنا ریاضِ تن نہ رہا وہ گل نہ رہا چمن ؛ ؛ ؛
مگر ایک نرگسِ چشمِ نم تیرے دیکھنے کی گو ہری رہی

مجھے ساقیا وہ نشہ پلا کہ کھلے جس جلد سے فنا بقا +
تو خیال دل میں ذرا نہ لا کہ نہ پیالی مے کی بھری رہی

یہ ظہورِ رنگِ گل ہے سبھی تیرا تو خود آپ آیا ہے اے خدا
سو عجب طلسم دیا بنا تیری ذات سب سے بری رہی

[illegible]

لے طبیعت جان مسیحا اپنے کشتہ کو جلا
دل ہی پاتا ہے تجھکو درد و درماں دیکھکے
مجھے یہ جور و جفا اعدا کے ہوں مہر و وفا
نہ سمجھو الفت تم ای اہل زماں دیکھکے
دیکھا وہ سکوں ... جب کہیں علی علی
جلوہ حق تھے دیکھا ... ان کو دیکھکے
عشق کے جنگل میں پھرتا ہوں ہنسیا مجھکو
راہ بھولا ہوں بتا خستہ بیاباں دیکھکے
جب خیال آیا ترے ضامن ہمی پھر کیا
مثل شیشہ ہو وہ عدم ... دیکھکے

مسی پہ رنگ پان لبِ فتنہ زا کی ہے
رخسار مصحفی پہ وہ کاکل بلا کی ہے
ناز و ادا کی آنکھ غضب سر پا سا کی ہے
سرخ اوڑھنی کے نیچے وہ کاکل وموی یار
آنکھوں میں سرخ ڈورے وہ چشم سیاہ کے
اچھا ہوا جو ہٹ کے نہ آیا وہ مر گیا
تیر نگاہ یار سے کیونکر کوئی بچے
فرہاد کی طرح لب شیریں کے بوسہ بن
سجدہ کروں نہ کیونکر تیغ تب بھلا
بیخود ہو میاں تو وہ ہستی سے جا گذر

گویا شفق کے نیچے سیاہی گھٹا کی ہے
حافظ قرآں کے ساتھ پہ ہوں قدرت خدا کی ہے
دنبالہ سرمہ چشم تو برچھی قضا کی ہے
آتش تلی دھواں ہے یہ قدرت خدا کی ہے
بجلی چمکتی ہے یہ سیاہی گھٹا کی ہے
تاثیر کوئے یار میں دارالشفا کی ہے
مژگان چشم دیکھئے برچھی قضا کی ہے
بے جرم مارا جاؤں یہ مرضی خدا کی ہے
آواز کان میں مرے قالو بلیٰ کی ہے
منزل بھی فنا کی ہے یہ بقا کی ہے

ضامن علی ہو جس کا اوسے خوف حشر کیا
امداد ساتھ میرے مشکل کشا کی ہے

دل کو ہماری چاہ اوسی بیوفا کی ہے
کس طرح چوم لوں میں کفِ پائے نازنیں
ہر ہر قدم پہ اوسکے ہے اعجاز عیسوی
کیا آرزو ہے وصل بت بیوفا کی ہے
یا رب قبول اب تو عزیز ہو رہے ہیں بند
خانہ خدا میں سانپ نے آکر کیا ہے گھر
مجکو ہوا ہے شوق اڑا لے چلے اودھر
گلشن میں اسیر کو وہ گیا نو بہار حسن
ہمکو خیال حور و پری بھی کبھی نہ تھا
ناز و ادا کی صدقہ تری بول چال کے

درات جسکی چاہ میں خواہش قضا کی ہے
پابوس کی طلب اوسی رنگ حنا کی ہے
رفتار اُس پری کی یہ ناز و ادا کی ہے
عادت جسے ہمیشہ سے جور و جفا کی ہے
یا زو شکستہ یا کہیں مرغ دعا کی ہے
دلمیں ہوا بھری مرے اُس دلربا کی ہے
دلمیں ہمارے یاد زلف دوتا کی ہے
لب پہ ندا یہ غنچوں کی صل علیٰ کی ہے
اب چاہیں تمکو آپ ہی یہ قدرت خدا کی ہے
تو گالیاں دے ہم کہیں رحمت خدا کی ہے

کچھ خوف حشر کا نہیں ضامن کو یا علی
اُمید ہم کو ساقی روز جزا کی ہے

دل حیرا کی لگیں کو خیال یار کافی ہے
بجائے نکہت گلشن رخ دلدار کافی ہے

دیوان ضامن

[illegible]

کیوں تعلق کسی اغیار سے تم کرتے بھلا — اونکی اور میری جو آپسمیں صفائی ہوتی
وہ ستمگر جو کبھی ہم سے موافق ہوتا — سر پر آفت یہ جہانکی نہ اوٹھائی ہوتی
دل بیتاب ہے سیماب کی مانند تیرا — ہوتا قابو میں تو اکسیر بنائی ہوتی
مرغ دل باغ جہاں میں تو نشیمن کرتا — دام کاکل سے اگر اوسکی رہائی ہوتی
کیوں بھولاتا وہ ہمیں وہ لیے آجاتا کیوں — اپنی قسمت میں لکھی کچھ جو بھلائی ہوتی
منتظر آمد جانان ہوں ہمیشہ یارو — اوسکے آنیکی کسی نے تو سنائی ہوتی
کی لگیں ٹانکے جہاں ہائے لگے زخم پہ زخم — گر رفوگر کوئی ملتا تو سلائی ہوتی
تاب ہوتی رخ تاباں کی نظارہ کی اگر — ہمنے بھی آنکھ ستمگر سے لڑائی ہوتی

بت ہوا اوس بت اغیار کے آگے ضامن
کچھ تو بن آتی جو کچھ بات بنائی ہوتی

ہمیں مت مار قاتل ہم اپنے آپ مر جائینگے۔ — بن آئی جبکہ مر جائینگے تمہارا نام کر جائینگے
صنم کے عشق میں یارو نفع بھی ہے ضرر بھی ہے — بگڑ جائینگے اگر کتنے تو کتنے ہی سنور جائینگے
صراحی جام دنیا کی کرونگا توڑ کر ٹکڑے — ولا محفل سے اوٹھکے جو وہ رشک قمر جائینگے
یہاں محفل میں ہر ان ہی چرا لیتے ہیں بس دلکو — ہمیں جادو اے صاحب ہم اپنے خاص گھر جائینگے
نہیں جینے کا یہ کشتہ تیری تیغ تغافل کا — جو آب زندگی لیکر وہاں خواجہ خضر جائینگے
بنائے ہاتھ رنگیں میں لہو میں بیگناہوں کے — بہانہ کرکے مہندی کا وحیلہ گر کر جائینگے

یہ کوئی عشق ہے ضامن یہ رشک باغ جنت ہے
تیرے کوچے سے اے صابر کہاں جائینگے کدہر جائینگے

میں کیا کہوں کہ کون ہوں کیا میرا نام ہی — حیرت نے آلیا مجھے ہر صبح و شام ہے
حیرت ہے یا عدم ہے یار محو ہے نشہ میں — راہ فقر میں کیا ہے وہ عالیمقام ہے
ذات و صفات گم گئی پھر کہئے کہ کیا رہا — ہو ہو ہے لامکاں ہے الف ہے نہ لام ہے
لایا ہے جوش عشق کا اہل فنا کو یاں — ایسی خراب بستی میں کیا اپنا کام ہے
ہر دم شراب شوق میں ہم یار پہ چیخے ؛ — تنہا یہاں تو ایک بھی جرعہ نہ جام ہے
مرنے سے پہلے جو کہ ذات پاک میں لا۔ — باقی رہے نہ کیوں کہ وہ باقی مدام ہے

صابر شراب عشق سے مجکو نہ بھولنا۔

دیوان ضامن

شہر میں خفقان ہے اور صحرا میں وحشت ہے مجھے
اچھے بچے کو ہوا کیا ہے خدا جانے مجھے
زندگی بن یار کے مشکل ہے اکدم بھی مجھے
اے عزیزو ستم ورساز ہر دکھاتے مجھے
میں بچاؤنگا اوٹھا منت عاشق جانباز ہوں
وہ خدا کیواسطے قد سو نہیں مرجانے مجھے
میرے پہلو سے وہ اوٹھا اور میں جیتا رہوں
چند دم باقی رہے ہیں ہائے تڑپانے مجھے

کہہ متاع صبر دل ضامن لیا کسنے لوٹ
دل کی بیتابی لگی ہے ہائے گھبرانے مجھے

میرا دل لیکے ظالم نے دغا کی
جفا وہ کی کہ توبہ ہے خدا کی
تیرے کاکل سے چھٹنے کا نہیں دل
محبت ہو گئی ہے کس بلا کی
ہزاروں دل لیے ہیں تونے پامال
تیری وہ چال ہے ناز و ادا کی
ہم اوسکو چاہیں وہ ہے خفا ہو
ولا یہ بھی تو ہے قدرت خدا کی
پلایا زہر فرقت اوسنے
مریض عشق کو اچھی دوا کی
جفا کی اُس نے جب ہمنے وفا کی
ارے ظالم میں لایق تھا سزا کی
مریض عشق کو دے زہر فرقت
یہی دارو ہے اُس دار الشفا کی
ہمارے عشق نے کیں ہڈیاں نوش
ضیافت کر چکے ہمتو ہما کی
یہی باران رحمت ہے خدا کی
ہمیں آنکھیں جو گریہ کی عطا کی
رنگے میرے لہو میں حیلہ گر ہاتھ
یہ سُرخی ہے کہاں رنگ حنا کی
بجانا سوز دل شمع کا یارو
وہ ساری رات محفل میں جلا کی
رُخ آئینہ پر نور خوباں
تجلی ہے یہ دیدار خدا کی۔
سوا تیرے نہیں ہے کوئی ایسا
ہمارے درد و غم کا ہو وہ شاکی
سرود عشق سے دل میں ہمارے
ہمیشہ غم کی سارنگی بجا کی

اذیت اور مصیبت سے ہمیشہ
دل ضامن نے دیں اونکو دعا کی

تمہارے زلف مشکیں کو جو ہم مشک ختا سمجھے
خطا ہیچے جو یہ سمجھے تیری کاکل کو کیا سمجھے
وہ جدول لاجوردی ہے رُخ مصحف کے صفحہ پر
اسے فینا حمائل کا رخ مصحف کے جا سمجھے
رخ روشن کو ہم اوسکی دلونکا آئینہ سمجھے
ظہور نور اقدس سے تجلی خدا سمجھی

بیجان تجھ بن جاناں کے لب تک مسیحا ہیں
صدا سے لعل یاقوتی کو فقط علم خدا سمجھے
ہم اوسکی چشم ابرو کو کیا یار دو کماں سمجھے
اوسکو ہم چشمہ کوثر اوسکے تیغ قضا سمجھے
یقین اپنا ہوا کہتا دل خدا کا گھر کہاں سمجھے
وہی اپنا ہوا دشمن جسے ہم آشنا سمجھے
نہیں کہتا ہوں ازدل [illegible] سمجھے
دل قاتل میں کیا گذرے خدا جانے وہ کیا سمجھے
مجھے پہلو میں دیر سے کہاں [illegible]
خدا جھی رقیبوں کی مشکل کشا سمجھے

[illegible]

سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے
خدا ہم سے جدا کب ہے حجاب وحجر کی مانند
عجب فہمید سے یارو یہ اولٹی بات کیا سمجھے
مٹا کر لوح ہستی سے رقم حرف خودی بالکل
بھر صورت وہ ہے ظاہر مقید ہم ہیں صورت کے

کوئی اس بت کو کچھ سمجھے ہم اس بت کو خدا سمجھے
یہ ہے ایک موجزن دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے
ہمیں وہ ہیں بلا سمجھے ہم اونکو ہیں شفا سمجھے
بقا ذاتی کے معنونکو کوئی اہل فنا سمجھے
خطا اپنی سمجھ کی ہے جو ہم سمجھے خطا سمجھے

رضا مندی سی جان فشانی نہ کچھ خواہش ہو جانانے
شہادت کا مزا ضامن شہید کربلا سمجھے

اس آتش الفت نے یہ کیا آگ لگادی
مدت سے نہیں ہوش میں آیا ہے وہ بد مست
بیمار محبت پہ نہ کچھ رحم کیا ہائے
اے باد صبا یاد کریں گے سمجھے کیا ہم
اے رشک مسیحا تیری رفتار کے قربان
اے باد صبا باغ میں سب گل ہیں کھلائے
اس جان کو رکھتا ہے فدا کرنیکو تجھپر
جیتا ہوا جائے نہ کوئی پھر کے یہاں سے
آرام سے سوتے تھے پڑے ملک عدم میں
اے دشمن احباب محبت گر اعدا
اس عشق نے اولٹے ہیں سبھی کام ہمارے
مٹنے کی قسم کھائی ہے قاتل نے بیکا یک
مقصد نکھو عاشق جانباز کو صاحب
اس گل نے جو لی ہاتھ میں عتاب کی لکڑی
روتا ہوں فغاں نالہ و فریاد ہوں کرتا
اے آہ جگر سوز بلا فتنہ انگیز
اس طرح میری ہڈیاں اے عشق جلادے
اس عشق نے افلاک پہ پہونچایا ہے ضامن

یاں تک مجھے پہونچا کہ میری جان جلادی
ساقی نے یہ کیا بادہ گلگوں سے پلادی
معجون سم آلودہ طبیبوں نے پلادی
اس گل کی خبر تو نے کبھی ہمکو تلادی
ٹھوکر سے میری لاش کئی بار جلادی
پر دل کی ہماری نہ کلی تو نے کھلادی
آئی تھی قضا لینے کو پر ہم نے ٹلادی
پھرتی ہے آج کوچہ قاتل میں منادی
اے عشق یہاں لاکے مجھے دھوم مچادی
پہلے ہی ملاقات میں ملکر کے دغا دی
شادی تو میرا غم ہوا اور غم ہوئی شادی
اے قاتل بیفال یہ کیا تو نے ستادی
ہائے حسن مگر آپکا باطل ہے فسادی
بس ہوگئی وہ قیمت نایاب کی لکڑی
جسطرح سے روتی ہے دولاب کی لکڑی
لے سر سے قدم تک میری ہستی کو جلادی
جوں آگ میں جلجاتی ہے عتاب کی لکڑی
گو خاک میں لیکر کے تیری خاک ملادی

ہر عقدہ مشکل یہ گرہ اور نئی ہے
ناخن دل ضامن کوئی ابکی لڑی ہے
وہ بیدرد وہ بیوفا ہے آہ ستمگر خدا کرے
جور و جفا ہے بار بار اور وفا کرے
پہلو سے جب گیا وہ پھر وہ کیا کرے
خون جگر فراق صنم میں پیا کرے
میں ہوں مریض عشق طبیبو نہ دوا دو
معجون وصل یار مجھے ہاں شفا کرے
یہ زندگی ہے اور مرگ ناگہاں [illegible]
جب سے جدا ہوا یار وہ کیا جفا کرے

یاد مسی لب و دندان یار میں
تارے تمام رات وہ بیکل گنا کرے
مرتا ہوں ہجر یار میں جیتا ہوا وصال
کہدو اجل سے [illegible] تو مری آکر دوا کرے
اس گل کی تو خبر نہیں لاکر صبا کرے
ضامن ہنا رہتی ہیں ہمیشہ دعا کرے
[illegible] آشنائی دیکھ لی
اس زمانہ کی وفا اور بیوفائی دیکھ لی
[illegible] اور واعظ واعظاں
ان دغا بازوں کی [illegible] پارسائی دیکھ لی

یہ مجازی عشق کہو دیتا ہے دنیا دین کو
جز خدا کے عشق کے حاصل نہیں کچھ زاہد
اپنے کشتہ کو تڑپتا ذبح کر کے چل دیا۔
روتے روتے کر دیا غرقاب میرا جان و تن
ایک دن لایا نہ اوسکو یا فلک تو کھینچکر
اے رقیب مدعی تو جانتے کیا جانِ بازیاں
سامنے یہ ناتواں ہے حال کیا پوچھو ہو تم
طالب وار دنیا عاقبت کر گئے خراب

اِن بتونکی ہمنے بالکل بیحیائی دیکھ لی۔
کعبہ و معبد میں ہمنے جبہ سائی دیکھ لی
ہمنے قاتل تیرے خنجر کی صفائی دیکھ لی
ہمنے ان آنکھونکی تمہاری فتنہ پائی دیکھ لی
جذبہ دل ہمنے تیری نارسائی دیکھ لی
ہمنے اوسکی تیغ کی گردن کٹائی دیکھ لی
ہمنے جو فرقت میں حالت بنائی دیکھ لی
خرقیں کیا کیا وہ دنیا کی بنائی دیکھ لی

یا خدا دکھلا دے ہمکو جلوۂ دیدار خاص
تیرے ضامن نے خداوندہ جدائی دیکھ لی

جیب دریدہ ہو تو رفو گر سیا کرے
میں گریہ کار ہوں غم فرقت میں حسرتا
پروانہ کی صفت شمع و صلیں ہی چین
آزاد کیجئے مجھے یا قتل کیجئے
رنگ حنا ہوں خون میرا پائے یار کا
اے رشک ماہ رات کو محفلیں بن ترے
دستِ جنوں نے چاک گریبان کر دیا
آب بقا ملے نہ لب لعل یار کا
مرنے دو زہر کھا کے مجھے دوستو اوسے
آج دیکھے تیرے پہلو میں ہیں اغیار کئی
عشق میں تیرے صنم اے بت کافر
بیچارہ سازی نہوئی تجھسے مسیحا کچھ ہی
وعدۂ وصل تمہارے نہیں ہوتے سچے

ٹکڑے غم سے دل تو علاج اُسکا کیا کرے
او ر مثل گل رقیب بغل میں ہنسا کرے
ہم شمع کی بزم میں شب بھر جلا کرے
دشنام آپ کے کہو کبتک سنا کرے
لاشہ کو میرے پانوں سے اپنے ملا کرے
مانند شمع رات سحر تک جلا کرے
کبتک دریدہ دامن وحشت سیا کرے
خون جگر نہ کیونکر ہمیشہ سیا کرے
ضامن فراق یار میں کبتک جیا کرے
مر گئے ہیں اسی حسرت میں دل آزار کئی
ڈالے گردن میں ہاں بیٹھے ہیں زنار کئی
تیری فرقت میں ہوئے عشق کے بیمار کئی
ہاں غلط ہو گئے ہیں آپ کے اقرار کئی

دیکھئے کس کے تئیں یہ دل تنہا ضامن کو
دل آتا ہے ایک دیگر میں طلبگار کئی ہو

دیوان ضامن

دام کاکل کو اگر دل پہ بچھائیں گے
جب جنازہ کو ہمارے ساتھ لیجائیں گے
کیوں مرا دل اوداس رہتا ہے
رات دن اوسکو یاس رہتا ہے

سبز خط پر ہوئے ہیں جو کہ شہید
اونکے اوپر وہ گھاس رہتا ہے

آنکھ کو کھول دیکھ تو ضامن
کس کے زانو پہ راس رہتا ہے

جو دیکھا کوئی جانا ہیں تو برپا شور و محشر ہے
وہ اُس کا مصحفی چہرہ اوسکا جسنے پایاں
رضائے دلربا رعنا میں مست کچھ لبکشائی کر
نہ ونکو چین ہے مجکو نہ شبکو نیند آتی ہے
بتِ کافر کی الفت میں تو ہم بھی ہو چکے کافر
لکیریں ہیں نہیں یار و حنائی دستِ جاناں میں
وہ آئے گلرخِ زیبا ہمارے گہر میں الفت سے
میں وہ مجنوں ہوں اے لیلا مرا رام بن ہے

صدائے الاماں ہے جا بجا اللہ اکبر ہے
کتابِ عالمِ امکاں بھی اوسکا ایک فقرہ ہے
اگر آرہ بھی پھر جاوے تو وہ بھی اب سر پر ہے
دل بیتاب یہ اپنا مثال برق مضطر ہے
صنم کا دل مگر ابتک وہی پتھر کا پتھر ہے
لکھا قدرت کے ہاتوں نے ہمارے خونکا محضر ہے
تو کا شانہ مرا اے دوستو جنت سے بہتر ہے
ہر ہر خار صحرا نے بچھایا اپنا بستر ہے

ہمارا نا خدا تن ہے دل کشتی میں اے ضامن
کہ جسنے عشق کے دریا میں پھینکا اپنا لنگر ہے

سامنے لب کے ترے لعل یمن پتھر کے
رحم آتا نہیں گریہ و زاری پہ میرے
اے گل اندام گل تر کا بنانے زیور
خاکسار ونکو ترا کوچہ ہے فردوس بریں
دیکھو فرہاد نے کس شوق سے چیرا تہا پہاڑ
ہے پسندیدہ دل اہل سخن کو یہ ردیف
لبِ عشاق سے کب بات نکلتی ہے کوئی
مار ڈالو گے بچا لینگے ترے کوچہ سے
کیا سبب ہے جو نہیں آتی صدائے نالہ
سنگ باراں کرو سنگسار کرو تم لیکن
حور و غلماں کی بھی اونکو کبھی ہیں نہ کبھو
تیرے ضامن کو ترے کوچہ باز ارمیں ہی

روبرو دانتوں کے ہیں وہ عدن پتھر کے
دل نہاں بیٹھتے ہیں وعدہ شکن پتھر کے
سبزہ کانوں ہیں صنم تو نہ پہن پتھر کے
کرگئے آ بیٹھے مقام آپنے دہن پتھر کے
اوسنے کیا کیا نہ سہے رنج و محن پتھر کے
نظم ہمنے یہ کئے چند سخن پتھر کے
ہوتے ہیں دیکھ کے اُس تنکو دہن پتھر کے
ہم وہ دل سنگ ہیں کہتے ہیں بدن پتھر کے
آج کیا بن گئے مرغان چمن پتھر کے
ہم بھی وہ سنگ ہیں کہتے ہیں بدن پتھر کے
بت ہوا کرتے ہیں اے حضرت من پتھر کے
گولے مارے ہیں میرے شور فگن پتھر کے

دیوان ضامن

[illegible]

پہلے ہی سمندر ڈوب رہی ناؤ میری پار لگا
اے شیر خدا اب کوئی نہیں یا وسی ضامن گی

میری ادہر میں ڈوبے ناؤ
سیان نے میری خبر نہ لی جی

از غرق امن کرہی تو مرا داز جوش بحر طوفان بلا
ڈوبت ڈوبت پار لگی دریائے سمندر راو رہا
اے یار خدا امید بر آتا وصل شود جان مرا
اب یا دلنگہا اس سے بھی مجھی اے مجرم دریائے عطا

میری ادہر میں ڈوبے ناؤ
سیان نے میری خبر نہ لی جی

خود مالک ملک فنا و بقا اے شیر بر آکے شیر خدا
کچھ کچھ نے اب گھیر لیا کس سے میں کہوں جی تیرے بنا
اعجاز نما مشکل کشا از بحر سوم امداد رہا
حیرت نے مجھے حیران کیا گھبرا ہی رہا جلدی سے آ

سنو نا میرا ہادی پیارا جی
کرو نا مجھ سے جی کنارہ جی

میں چار رنجا بیچارہ گو گر نگہ ال تو وای خضر کرم
لو جلد خبر جلد لیجی میری آشناہ بخت مولائے علیؑ
دریائے چہارم چار طرف موا ہمہ تم گرداب ہم
حسنین کا صدقہ لیجو بچا دا الہی ولی جانان جیؑ

علی جی میری جان بچائی جی
علی جی نے میری بیت بناہی جی

پنج و ششم دریائے فنا مکنون گھر در آب بقا
وہ چھوڑ گئی نیا کو میرے دریائے فنا میں پہنچی
دریائے فنا میں مجھ کو فنا ڈوبی جو لگی ایک سبب بلا
غواص ہے بگر فت گھر الیس لہ الاہ اما
بن تیرے مدد یا صابر علی ہو ان رکھاں قطب نبی
موتی بھی ملا بن مول گھر ان نگار رہتا مجھ بن کا

اجی میرے جاگے ہیں بھاگ
سنیان کے ہیں تو شگن مناتی جی

ایں ہفت طبق در ذات ہے یکے در مدح اوصاف خدا
اُس پار ہے ایک شاہ مہر امبر راج دولا رد و رکھڑی
ڈہونڈت ڈہونڈت ہو ہی آ عشق مجھے دیا رنگھا
سب بھول گئی ہیں ملی بیت جب یار نے جی چھین لگا
ارباب فنا اصحاب بقا اظہار کنند اسرار خدا
ملنے کی ہوئی جب دل میں ہوس کچھ بن پڑی پا گیر
جب پا لگی وہ یار ملا وہ شاہ ہونکا سہاگ بھرا
تن ایک بھیا من ایک بھیا فرق رہا کوئی کو دیکھا

اجی میرے جاگے ہیں بھاگ

سینا کے بیچ تو نخلن ثانی جی
عدل و رحمت و تحیات و الصلوٰۃ
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ... ثانی
عجب کیا کمال ذاتی ہے حسن با گرانی
کئے طور پر جو موسیٰ بزبان خوش بیانی
تو ہیں جمال و خوبی پر طور الگ خرامی
ارنی بگوید آتش کر بلفت لن ترانی
ہوا عفو جرم آدم بطفیل نام احمد
ہوا فیض آب تن وہ رسول خدا محمد
بلغ ... اور حبیب خدا
جو شعاع نور احمد ہوا و ہو لے یا محمد
ملکوت کرکے سجدہ وہ ہو بولے ... خرامی
تو ہیں جمال تو ہی برطور الگ خرامی
ارنی بگوید آتش کر بلفت لن ترانی
کبھو کیا کہ ذات احمد وہ احد ہے سب نام
وہ ہیں فنا بذات یہی ہیں حروف ہیں پیغمبر
وہ مجھ صحبت وہ عجب ہے نور ... خرامی
تو ہیں جمال تو ہی بر طور الگ خرامی
ارنی بگوید آتش کر بلفت لن ترانی

ہوا موجزن جو دریا ہوا نوح بیکہ حیراں
الم خلیل کہو یا ہوئی نار سب گلستاں

بچے کسطرح نہ کشتی کہ جہاں ہو تم نگہباں
کہو کسطرح نہ ہو ویں دل و جان سے ثنا خواں

تو بدیں جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

غم و رنج چاہ یوسف دل دردمند یعقوب
شب تار شکم ماہی رہے یونس آہیں محجوب

تنِ زار کرم خوردہ و بلائے جان ایوب
غم و درد سب کے کھوئے وہ خدا کی تم ہو محبوب

تو بدیں جمال خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ہے جانفزائے عالم جو ازل سے نور آیا
غرض آنکہ نور حضرت سبھی جا ہے جلوہ فرما

ید موسےٰ ہے بیضا دم عیسوی ہے احیا
دل رازداں پہ عقدہ یہ کہلا تو دیں بولا

تو بدیں جمال خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

قدم آپکا جو پہنچا بہزار ناز و نعمت
کہ ہوا وہ تخت ربی وہ محل خاص حرمت

سرِ عرش پر جو رکھا یہ ہوئی اوسکو عظمت
کہ مقام وصل وہ تہا یہ بیان تہا رازِ الفت

تو بدیں جمال خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ملکوت جن و انساں سبھی حور و غلماں ◊
صفت ایک احمدی کو لکھی وصف کب ہے امکاں

یہ تمام جمع ہو کر کہ وہ ہو ویں سب ثنا خواں
ولی شوق دل ہے عاشق کہیں کہ یہ ہی تیر قرباں

تو بدیں جمال خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

قد سرو ناز دلجو رخ رشک حور رخ خوشتر و
لب تر ہیں آب حیواں ◊ دو چشم عین جادو

وہ جبیں نجبرت خور رمہ نور فدا اسکے ابرو
سر زلف سنبل تر شب قد رہے وہ گیسو

تو بدیں جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

شب و روز ہی گرداں ہے تلاش کسکی گردوں
رخ شمس زرد جو ہے شفق فلک ہی پر خوں

ہے غم جدائی مجکو ہوا جی ہے بیقرار مجنوں
دل لے گیا وہ مہ ہی ہے مری جان اسپہ مفتوں
ہو بدیں جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
کہو دل نزار اپنے کہوں کس سے کون اشکارا
نہ جمال دیکھ پائے یہ جو عرض حال سارا
کہ جلوہ گر کا طالب ہے سدا زار و بیچارا
دل درد مند میرا الصبا برطور اگر خرامی
تو بدیں جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ہمیں چین دل کو کیسے نہ ہی صبر و آرام
کہ یہ غم و رنج کیسا ہے کہ یار کی گلی اندام
مشرف قدم سے کیجے کبھی سرفراز خوش کام
کہ ہے زباں پر جاری یہ کلام تا صبح و شام
تو بدیں جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
شب وصل کے بیاں میں یہی لکھا ہو نظیر
شب قدر بھی ہی کہ جمال دیکھ لو میں
سر و چشم ہو قدم جو تیرے پائی ملو میں
دل و جاں فدا ہو کے زباں سے دم بدم میں

توبدیں جمال وخوبی برطور اگر خرامی ارنی بگوید آنکس کہ بگفنت لن ترانی	

شب ہجر کیا بلا ہے یہ بلائے ناگہاں ہے ملو جلد آکے پیارے کہ لبوں پہ میر یجان ہے	غم و درد سے ہوں نالاں ہم لشک ابرواں ہی بخیال چشم رویت ہوئی اسپہ تر زباں ہے

توبدیں جمال وخوبی برطور اگر خرامی۔ ارنی بگوید آنکس کہ بگفنت لن ترانی۔	

عرض غریب بیکس یہ قبول دو جہاں ہو یہ بیان خوش بیانی سخن فزائے جاں ہو توبدیں جمال وخوبی برطور اگر خرامی	جو یہاں ہے یہ ثناخواں تو وہاں ہی ہم خواں ہو دل دردمند ضامن یہی کہوئے یہ جہاں ہو ارنی بگوید آنکس کہ بگفنت لن ترانی

عشق لگائی توئی آگ وہ دیکھو لاگی ہی آگ	جلگیا جولا جلگئی پاگ جلے بجھے پیکی گل لاگ

پیتم کا جیسے لاگ روگ جلے بجھے پی کی گل لاگ وہ دیکھو لاگی ہے آگ جلگئی رانی راجہ سنگ عشق و کہائے کیا کیا رنگ جلے بجھے پی کی گل لاگ وہ دیکھو لاگی ہے آگ جل بل ہوگئی ساری خاک	پیکے کارن کیا ہے جوگ پیا ملتے تو بنے سہاگ جلے بجھے پی کی گل لاگ وہ دیکھو لاگی ہے آگ جلگیا جیوڑا جلگیا انگ عشق بلائے وہ نے تاب جلے بجھے پی کی گل لاگ وہ دیکھو لاگی ہے آگ	وہ دیکھو لاگی ہے آگ۔ ملانہ پی تو پہوٹے بہاگ جلا جو دیوا جلا پتنگ جلے بجھے پی کی گل لاگ وہ دیکھو لاگی ہے آگ۔ رنگین ہوئیں بجلی بیتاب آگ لگی ضامن غمناک جلے بجھے پی کی گل لاگ

نتائج ہندی

ڈہونڈت ڈہونڈت بوری اوسے بلاؤ لا	ڈگر بتادو جوری میں بہولی میاں رے رات دنا روتی پہروں کسی پکاروں جا۔

ڈگر بتادے جوری میں بہولی میاں رے

حال براہے یار بن سجن ملے ہو چین	رب ارنی کہہ رہا کوکت ہوں وزیں۔

ڈگر بتادے جوری میں بہولی میاں رے

چلتے چلتے تہک گئے عمر گئی ہے بیت	ٹانڈا میرا لدگیا روٹھ گئی وہ میت

ڈگر بتادو بجور سے میں بہولی میاں رے
مجنوں ہوئے پھر رہا جنگل بیچ خراب
آگ لگی ہے عشق کی جل بل ہوا کباب
ڈگر بتادو بجورسے میں بہولی میاں رے
بن جنگل ڈہونڈہ ہم ہی ہوئی ابتو شام
شام سمار اردیں تیں کہاں میں جاؤں رام
ڈگر بتادو بجور سے میں بہولی میاں رے
تیکھے قدم نکل گئی ضامن پڑ سے پانوں
لگی یہ تری جل بسی دوہری ہم اگاؤں
ڈگر بتادو بجور سے میں بہولی میاں رے

جیسے میرا یار اوسیرا کیا جاوے نہیں لقصہ ایوں
ولکو انداز سخت ہزاروں تیا دوں ناچھیں یوں
فدا سے راہ صنم جان نثار من بار شد
بنہ پا ہے نفس ابل و لقاء من سو بار
واروں لاکے ہوں دیکھیں پی کا جیوڑا بوں
چاہوں ابھی من وہرو ہی بار من ز عبد
ایجا وہے اوہم وہ ہر من بار شد
کہوا دن ہم نیم ابحار کہ بار امین غم ابھی چار
عشق لگاوس ہار ہے اور ہیں پیارے باولا
عبدل کا بار ہے میں بل بل جاوں وار

مرا نہ حاجت جنت نہ سایہ طوبےٰ
کیا کروں بیکنٹھ کو اور کلب کعبہ کے چھانہہ
نے روم من از یں کوئی یار سوئے حریم
چھوڑ کے گلیاں یار کی مت کعبہ کو جا
سزد کہ رشک زند کعبہ دل عشاق
حیرت میں سب آ ہی گئی ہیں دیکھ کے میرا حال
نہے سعادت ضامن حصول شد انجام

حریم کعبہ جانم بکار من باشد -
احد ڈھاک سہاونی جو پیتم کی گل بہانہ
حریم کوچہ جاناں غبار من باشد
خانہ کعبہ ہے وہی جہاں ہے وہ پیا
بکوئے دلبر رعنا مزار من باشد ؛
لاشہ میرا یار نے لیا جو آپ سنبھال
بکشتگاں صنم گر شمار من باشد

مطلب میرا مل گیا اور حج ہوا قبول
کشتوں میں اس یار کے ضامن ہوا شمول

ناہیں ہندو ناہیں ترک ناسنی نہ شیعا رے
ناہیں ملا نا میں قاضی نا صوفی نا پنڈت رے
اپنا باپ سو آؤ سجا کہ جہاں نہ دھرتی اور اکاس

اپنے عاشق آپ ہوئے ہم جو جا ہا سو کیا رے
دیکھ نگر میں یار سا لینا پڑ گئی پوری کھند رے
سب جا گی اور کہیں نہیں کوئی پوجھی اسکا یوں اداس

گردنے اب میرا بنائے ضامن پیارے آپ کو کہو
آپ گماں جب آپکو پایا اپنا صاحب آپ ہی ہو ؛

مجھ برہن کی پاتی رے کوئی جائے سناؤ
جوگن بن کے بن بن ڈھونڈوں -
کوکت ہوں میں بن میں اکیلی
جو جانو پیا چھانڈ چلے ہیں ؛
سونے نگر میں بیٹھی میں اکیلی ؛
سو کہہ ساکہہ تن بہیو ہے لکریا -
برہا اگن نے ایسی جلاتے -
پیا ہی گئی جہاں ساس نہ سوہرا
لال وہیں کے یہ برہا کہائے

یہ پتیا نہیں بہائی رے کوئی جائے سناؤ
انگ بہبوت رماتی رے کوئی جائے سناؤ
ناکوئی سنگ نہ ساتھی رے کوئی جائے سناؤ
گر اپنے لگاتی رے کوئی جائے سناؤ
نا دیوانہ باقی رے کوئی جائے سناؤ
سلگت ہوں دن راتی رے کوئی سناؤ
دیپک ہوں میں لگاتی رے کوئی جائے سناؤ
ناکوئی سنگ براتی رے کوئی جائے سناؤ
ضامن علی کو ناتی رے کوئی جائے سناؤ

دوہرہ اشلوک

اینو الا جات ہے جوبن جہن میں جات
دینا ہی دیس چار کی کال جگت کو کہات

چھپی لوں جات ہے جوں دریا کی موج
نبجی چوں بجلی ہاتھ آوے کیہوج
عجب چلیے چوں پھرے دیو کا ہے سنہ
آدم ہو لاکھوں جھبی نہ اترا پار
دیکھیں اپھنا کر سن اے بہول
دیتا ہو واری ضامن میں حضرت پاک رسول
دینا سے ناامن میں کہانی
سکی سنو میری بہا دیوانی
میں تو بیٹھی ہوں برہا نکی
مرے جنوں کی عشق نے بہو سجی
میں تو پہلے ہی ہے سر جھی نا

[illegible]

پیا تم بن کیسے جیون گی -
آؤں جا کہیں لینا بدیا
سکھی اب کہو کیجے کھاری
ایسے تن من روپ کو واروں
ہیں تو پنٹ کرم کی ہوں ہاری
دیکھو حال میرا اب آؤ -

پتیا من کی میں کا سے کہوں کی
ہم کینا جو کینا کا بھیسا
پیا ڈھونڈت ڈھونڈت ہاری
اس سہاگ کو آگ میں ڈاروں
جو پیا نے جیا سے بساری -
مجھے چھاتی سے اپنے لگاؤ

مظہر بیت لگا کے سدھارے
ضامن علی کہو کس کو پکارے

ضامن پی کے کارنی پھرا ہوں دیس بدیس
ضامن دنیا باپ ہے تریا ہے مہا پاپ
مظہر پیا کا رنگ چڑھے سپل کھیلو پھاگ رے
عاشق بنے رنگ سب گھر جا وہیں رہی کھیلو
بدخواہ رقیبو تو زبانی ہے جھگڑ لو
دیکھے گا جہاں آپ کا ایکدم میں تماشا ہے
کچھ آج نظر آتے ہیں ہمکو وہ اکڑتے
ہم طرح شرافت کیطرح دے گئے اونکو
ہیں وہ ابلیس لعین آپ خدا کے مارے

وہ پیاری نا ملی میرے رو پا ہو گئے گیس
دونوں کو تو پھونک ہی نام نربجن جاپ
صابری رنگ کی رینی چڑھے کیسر پاٹ بھر ورے
ضامن پیا کی چنری رنگا دی آپ رنگا ہم پاک رے
دعوے ہے اگر اور تو ہم سے بھی لڑ لو
ہر بات میں کہتی سو کہ ضامن کو پکڑ لو
ہر وضع پہ بگڑے ہوئے ہر ایک سے جھگڑتے
ضامن ہے خدا جانے وہ کس طور سے لڑتے
حاسد ہر دم خاصان ہیں جفا کے مارے

جو کہ خود بد ہیں وہ بد ہی ہیں بلا کے مارے
ضامن الیسوں کی نہیں وہ ریا کے مارے

نثار مستی ہو چمن ہے شراب گل کا خمار دیکھو
ادھر تو پچکاریاں مار اودھر آنکھوں سے خون جاری
عجب سنگت کی ہیں بنے رنگ عبیر کیسر گلال خوش رنگ
تمام سامان پھاگ کے ہیں غم غنی محبت کی لاگ کی ہیں
کہیں صراحی کری ہے قلقل حریف طل کی اتی ہیں تیل
ملی بد نہر یہ خاک ہمنی جلا کی تن من تمہارے غم میں

بہک رہے ہیں یہ طفیل غنچہ چمنمیں چلکے بہار دیکھو
یہ ناتواں کو ہی بیقراری تم ایک گیند اوکی مار دیکھو
کہ خاک عاشق لہو کی رنگت بہار اوڑتا غبار دیکھو
سویار بن ان یہ آ گئے ہیں ہی ہوی چلکیا یار دیکھو
چمنمیں بلبل کا ہی غل یہ ہو رہی گلفہ زار دیکھو
جو اشک جاری ہیں چشم نم میں وہ آنسوؤں کی قطار دیکھو

وہ چیز کیا ہے جس کی نمود اللہ چمن میں ہے
تمہارے ضامن نے دیکھا اک گنبد اس کا دیکھو
مر گیا ہے آپ کے عجوہ کی مار سے رو
عمر کو خاک کی مانند کدورت سے یار رو
سخت مشکل ہے عزیزو کہو کیا کیجے ہائے
یار ہے مارے تو پھر کس کو پکارے یار رو
ناتوانی کے سوا اور سہارا نہ ہوا
غم فرقت کی کہانی وہ سہارا ہے یار رو
ہجر میں اس بت کا فرقی کو وحشت ہے
شام سے صبح تک گنتا ہوں تارے یار رو

مشکل وارنگی سے بخوش ہے بیمار پیار و
آج اور ہی سوگن یا رخ ہے یار رو
جو دنیا میں بجز دیر بانو سن نکلا اور
شب ہجر کی عشق کے عاشق نکالے یار رو
حسن دلدار ہے نہ بولو یہ فقط وہ ہو گیا ہے
عشق و دنیا میں سب ہی ساری یار رو
جس دم میں لب پر ہر ایک بار سے کہو
یار کو کھو کے مت مار ہم یار سے یار رو

یار وہ ہے کہ مددگار رہو ہر غم میں شریک
سر کو ٹکرا کے در یار پہ جی دونگا اجی
مشت میں لاتے ہیں کیا بندگی دنیا میں
ہست کو نیست کہے تقوے کو جانے ہے غرور
اے طبیبو کوئی تجویز دوا ایسی کرو۔
مر گیا میں غم فرقت میں کسی کافر کے

ہمنے برعکس تمہیں دیکھا ہے پیارے یارو
چھوڑ تنہا ہمیں وہ گھر کو سدھارے یارو
پھر یہ سب جاتے ہیں کیوں ہاتھ لگا کے یارو
ایسی بگڑی کو بھلا کون سنوارے یارو
نشۂ بادۂ الفت کو اوتارے یارو۔
چارہ سازی نہ چلی کچھ بھی بچارے یارو

خضر بھی چھوڑ گیا تیرہ جنگل میں مجھے
ہم بھی ضامن کو چلے چھوڑ کے پیارے یارو

ہمکو جانا تمکو جانا پردہ اندر تمہیں تو ہو۔
فتوے دیکر کفر کو تمنے قتل کیا ہے عاشقکو
احد سے احمد پیارا این کے اُمت کا سالار ہوا
نحن واقرب کہکر صاحب پردہ میں تم خوب چھپے
عاشق شیدا جلوہ کا ہے کلیم موسیٰ تکلیما۔
اوّل عاشق آپ ہوا ہے نور رہے بر ذات خدا

ظاہر و باطن تمہیں تو ہو اوّل آخر تمہیں تو ہو
لفظ انا الحق بول کے بیخود دار کے اوپر تمہیں تو ہو
صلی علیٰ محبوب خدا یا شافع محشر تمہیں تو ہو
اب تو ہم پہچان گئے ہیں جانی دلبر تمہیں تو ہو۔
رب ارنی کہہ کہنا لاں جو رکے اوپر تمہیں تو ہو
آخر کیا کیا رنگ دکھا کر ساقی کوثر تمہیں تو ہو

جیسے عاشق تم پہ ہوئے ضامن مسکین حضرت عشق
میرے قبلہ میرے کعبہ میرے مظہر تمہیں تو ہو

نماز پڑھوں یا مجھے میں کہوں عشق کہے تو یار کو دیکھ
یار کہے دیدار طالب یار پہ چڑھ دیدار کو دیکھ
کعبہ میرا مکھڑا تیرا عاشق سجدے طواف کریں
حرف پڑھوں معنی سمجھوں علم کہلایا باطن کا
قاضی ملا دشمن میرے مفتی نے یہ فتوے دیا
خلقت نے گھبرا ہی لیا ہے کہنا مانوں کس کس کا
عالم فاضل پڑھ پڑھ بے ہو بھول گئے وہ پہلا سبق

شرع کہے چل حج کو چشتی صاحب کے دربار کو دیکھ
پردہ میں جو دیکھے ہمکو احمد مختار کو دیکھ
ابرو کی محراب میں پیارے سجدہ کر دیدار کو دیکھ
ظاہر و باطن احد ہے احمد ہم سمجھے تو اسرار کو دیکھ
مجنون جو تو بولا انا الحق گردن پہ تلوار کو دیکھ
عشق کہے مت دیکھ کسی کو عقل کہے سب کار کو دیکھ
جبہ دیکھا قلعہ دیکھا بھول گئی دستار کو دیکھ

مظہر صابر ایک ہیں دونوں صورت پردہ سیرت میں
چشم خدا بیں کھول کے ضامن حد ہے اسرار کو دیکھ

دیکھیں وہ دن دور ہے جب ہو کر مجبور نوں زبان
دل بھی چلا جاتا ہے جگر بھی چلا جسم جان
[illegible]
فانوس [illegible] دیکھیں جو ترا نہیں
[illegible]

آتش گل خندانہ عاشقوں
افسوس اس بہار میں بلبل کہاں رہے
اس باغ سے خزاں میں بھی آ گل نہ کہیں
بلبل کا چپکا کہ نہیں آشیاں بنے
خاموش سو شمع میں ہیں جو فانوس
پروانہ دیکھو بزم میں آکر کہاں بسے
عاشقو تمکو چاہیے کہ وہ جلجل کے ہوتے
چلے چلو پھر اٹھا یار دل دو ہوا
لے برق عشق خرمن ہستی کو پھونک دے
مانند شمع سبھی جسم جاں بسے

ظاہر ہے سوز و غم دل پروانہ اور شمع
حسرت کہ جاں ضامن مسکیں نہاں جلے

ہر کا بھید نپایا ضامن ہر کا بھید نپایا رے
آپ کہی وہ نحن اقرب آپ کہی فی انفسکم رے
جبتک تہا وہ پردہ اندر سگرا بھید ہاتہا چھپا
اٹ لورات میں پیارے وہم وخیال بڑہایا رے
حسن حسین اور فاطمہ حیدر ایک ہی کی شکل دکھا
دہی تو بولا ربار فی لن ترانی آپ کہا
سولی پر منصور چڑھایا سر کٹوایا سرمد کا
آدم ہے تب آدمی نکلے آدم کہاں سے آیا رے

آپہی پرگھٹ ہو ہرجانی اپن آپ چھپایا رے
آپ کہی وہ تخت قبانی واعبد کیوں فرمایا رے
پرگھٹ ہو کر بیاکل بھیاں نت بکھا پڑہایا رے
ظاہر و باطن آپ وہ برجن اپنا آپ دکھایا رے
احد سے لیکر میم کا پردہ احمد نام رکھایا رے
ڈال خلیل کو نار کے اندر کیسا شور مچایا رے
عشق نے دیکھو اللہ لوگو کیسا ناچ نچایا رے
سبھی ملائک سنیں تو اوپن ہر فی نے یہ گایا رے

آپہی ضامن آپہی مظہر آپ ہی صابر آپ ہی خدا
پڑہی ہے جب رنگ میں آیا کیا رنگ دکھایا رے

اے شوخ ہمنشیں جلوۂ دیدار دکھا دے
گر حسن تو اپنا سر بازار دکھا دے
اے یا سمیں ابروے خمدار دکھا دے
بیمار تیری آنکھوں کا ہوں فتنہ عالم
عالم تیرے جلوہ کا ہے مشتاق پریرو
موسی ہوئے بیہوش تیری دیکھ تجلی
پامال کیا حسن روشن ناز نے تیرے
کوچہ میں تیرے جاکے کوئی پھر کے نہ آیا
تو دیکھ میری طرف ذرا حور شمائل
اے غنچہ دہن رشک چمن باغ ارم یار
مشتاق ہے بسمل وہ تیرے رقص کا اے یار
میں دیکھ رہا ہوں تیری قدرت کا تماشا
اپنا آپ گماں کر پیارے وہم وخیال بڑہایا رے

وہ حسن گلو سوز مزہ دار دکھا دے
عالم کو وہیں طور کا طور ما دکھا دے
تو اپنے شہیدونکو یہ تلوار دکھا دے
وہ چشم سیہ نرگس بیمار دکھا دے
تو کھول کے کٹر کی سر بازار دکھا دے
ہمکو بھی وہی جلوۂ دیدار دکھا دے
اے شور فگن ہمکو وہ رفتار دکھا دے
تو ہمکو وہی قہقہہ دیوار دکھا دے
اے رشک قمر آئینہ رخسار دکھا دے
اے سرو رواں رونق گلزار دکھا دے
صیاد کو تو مرغ گرفتار دکھا دے
پھر راز نہاں صاحب اسرار دکھا دے
ظاہر و باطن اب برجن اپنا آپ دکھا دے

ضامن پہ کرم کریہ بہت دور آیا ہے دیدار کا دیدار دکھا دو
عشق نے خواب سے جگا کے ...
جلوہ حسن ...
عشق کی آگ نے جلا کے ...

اس کیا خاک میں ملا کے ...
عشق نے شعلہ ... جلا کے ...

یہ عجب خوش مزاجیاں اُن کی
یا الٰہی ہو عدو کی خیر
آشنائی کا حق یہ ہے یارو
میں ہوں مسکینِ عشق کا مارا
جوشِ گریہ سے ہوں میں مثلِ نمک
اُس کی نیرنگیاں عجب دیکھیں
بوئے گل کی طرح روانہ ہوا
سخت جان تھا اجل نے سونپ دیا
شورشِ عشق نے کیا بدنام
آشناؤں نے اس زمانہ کے
نور احمد تیرے حق میں عیاں

وہ رولاتے ہیں پھر ہنسا کے مجھے
لیگئے آج وہ منا کے مجھے
لے چلو گھر میں آشنا کے مجھے
لوگئے کیا مار ستا کے مجھے
لے چلے اشک بہا کے مجھے
آپ ظاہر ہوا گما کے مجھے
سخن وا قرب سنا کے مجھے
اُس ستمگار کو بتا کے مجھے
سارے عالم میں غل مچا کے مجھے
گھر میں چھوڑا نہ آشنا کے مجھے
آؤ کھاؤ واسطے خدا کے مجھے

ضامن اُسنے دیا بہت دہوکا
عیش دنیا کے بس دکھا کے مجھے

اُس سے ملنا چاہیے جس سے کہ اپنا دل ملے
قتل کر تیغ جفا سے جسکو جی چاہے ترا
جسکے ملنے سے ضرر ہو فائدہ کچھ بھی نہو
دل کہیں مت مل کسی سے اور ہم ملنے لگے
کھینچکر شمشیر وہ آئے ہمارے قتل کو
چھوٹ جاوے اضطراب رقص ناموزوں سے

جس سے راحت دلکو ہو اس دل کا بل ملے
اور کوئی دوسرا مجھسا اگر بسمل ملے
ایسے موذی سے کوئی احمق ملے جاہل ملے
گر ملے تو کیا ملے بیکار و بے حاصل ملے
ہم بھی سر کو لے ہتیلی پہ بر سر محفل ملے
مرغ بسمل کے گلے سے تیغ گر قاتل ملے

کہہ نہیں سکتا ہوں میں اسرار دل کو برملا
واقفِ اسرار ضامن گر کوئی کامل ملے

تجھے حاصل اگر حق الیقیں ہے تو
کہیں وہ ظاہر و باطن کہیں ہے
جسے تو ڈھونڈھتا ہے آہوئی چین
ارے او طالب منزل کہے بار

وہ ہر دم پاس تیرے نازنیں ہے
کہیں وہ جلوہ گر پردہ نشیں ہے
وہ نافہ میں تیرے یہیں ہے تو
رگ جاں سے تیری وہ تو قریں ہے

تمام عالم اگر ہوں ڈھونڈھ ہے اوسکو
ترے قالب میں وہ پیدا وہ نہیں ہے
نہیں ہے اوسکا مکاں اور نہ ہے اونکا مکاں ہے
مکاں اور اپنا مکاں [illegible] لا مکاں ہے
مکاں اپنا [illegible] ہیں
فقط [illegible] جان [illegible] ہے
[illegible] وہ نازنیں ہے
خدا جانے کہاں وہ [illegible] ہے
نشاں اوس کا کہیں ملتا نہیں ہے

نماز عاشقاں ہے کہتے ہیں اوسکو
کہ اوسکی یاد میں میری جبیں ہے
مقابل اوسکے کب ہو حسن یوسف
ہزاروں مرتبہ بہتر ازیں ہے
بقا کسی کو نہ ضامن سب یہاں فانی
سدا اوسکے رہا کوئی نہیں ہے
کون آتا ہے [illegible] نازنیں ہے
[illegible] جرعہ [illegible] عشق کا
محتسب [illegible] میکدہ میں [illegible] دستار ہے

کشتگانِ عشق کو مژدہ سنا دیتا ہوں میں
چشمِ خدا بیں سے دیکھ جس کا یہ ہے ظہور
دستِ وحشت نے پچھوڑا ایک تار پیرہن
ساست کو اختر شماری ونکو بیتا بے دل
ہے نہیں جائے شکایت گر نہ وہ آ کر ملے

آج آتا ہے مسیحا جان کا مختار ہے
مظہر نور خدا احمد مختار ہے
تار جاں عاشق کا تیری عنکبوتی تار ہے
اور شب مہتاب آنکھونمیں تیری بن تار ہے
پردہ حسن ازل کا بھی وہی ستار ہے

خود غلط فہمی تھی ضامن آپکو جاتے تھے ہم
آپکو گم کر کے جاتا آپ وہ گرہار ہے

مثل تپلی کے تو ہم ہیں کیا ہمیں اختیار ہے
عیب پوشی کر رہا ہے ہم گنہگاروں کی وہ
عطر وحدت سے مشام جان معطر کر مجیب
ہیں ہمیں نالائق تمہا تو خدا ہے کارساز

ہاتہ اوسکے تلے ہے وہ آپ ہی مختار ہے
کیوں وہ رحمان ہے ستار ہے غفار ہے
ذات تیری پاک ہے اور تو بڑا عطار ہے
بلکہ ہیں کچھہ بھی نہیں ہمیں پہ میر گفتار ہے

یار ہے پر تمہیں ضامن ملے یا نہ ملے
بادشاہ کامراں ہے آپ وہ مختار ہے

زبان حال یوں کہیو تو جا کر نامہ بر پہلے
ہماری آہ گر یانکی تو کر دیجو خبر پہلے

دوہرا

پنگہہ نہیں بن پنگہہ ہوں کس بدہ اوڑ کر جاؤں
درس پیارے شام کا بن پر کیسے پاؤں
میرے صیاد ظالم نے اوکہاڑ بال و پر پہلے

سجن سکاری جائینگے اور میں نینگے روئے
بدہنا ایسی ہیں کر جہ بہور کبھی نہیں ہوئے
صبح گر یا جاویگا تو اپنا ہے سفر پہلے

بہونرا لوبھی پہولنکا کلی کلی رس لے
کانٹا لاگا پریم کا ہے پہیر نا دے
تیرے الفت کے کوچہ میں اٹھا بیٹھے ضرر پہلے

رہ گئے بالم وہ گئے ندی کنار کنار
آپ تو بالم پار اوتر گئے ہمیں چھوڑ منجدھار
ستمگر تہا تجھے لازم میری لینا خبر پہلے

تیرا آئینہ لگا لینگے کل نیر ت دل ریں
تل تل پر بیت ٹر ہا کی اب لا دکہہ دین

الحمد للہ والمنت کہ دیوان ضامن بصحت تمام
درمیان ۱۳۱۲ ہجری
مطبع افتخار دہلی میں
چھپکر رونق افروز ہوا